تبارکت یاذالجلال والاکرام

18.17

جدید دور کے انسان میں......

روحانی اقدار کا فقدان

مع

جدید تعلیم یافتہ انسان کی سوچ کا دھوکا کہ روحانیت کا راستہ دنیوی زندگی کے اندر سے نہیں بلکہ باہر سے گزرتا ہے۔

نہیں بلکہ اسلام نے روحانی ترقی کا راستہ دنیاوی زندگی کے عین درمیان میں سے بتایا ہے اور صحابہؓ کی زندگیاں اس کی دلیل ہیں۔

نہ نماز ہے نہ روزہ نہ زکوۃ ہے نہ حج ہے
تو خوشی پھر اس کی کیا ہے کوئی جنٹ کوئی جج ہے

اکبر الہ آبادی

تالیف

حضرت مولانا محبوب الرحمٰن قریشی مدظلہ

خطیب راولپنڈی

القاسم اکیڈمی • جامعہ ابوھریرہ

برانچ پوسٹ آفس خالق آباد ضلع نوشہرہ

Marfat.com

Marfat.com

تبارکت یا ذوالجلال والاکرام

جدید دور کے انسان میں۔۔۔

روحانی اقدار کا فقدان

مع

جدید تعلیم یافتہ انسان کی سوچ کا دھوکا کہ روحانیت کا راستہ دنیوی زندگی کے اندر سے نہیں بلکہ باہر سے گزرتا ہے۔

نہیں بلکہ اسلام نے روحانی ترقی کا راستہ دنیاوی زندگی کے عین درمیان میں سے بتایا ہے اور صحابہؓ کی زندگیاں اس کی دلیل ہیں۔

نہ نماز ہے نہ روزہ نہ زکوٰۃ ہے نہ حج ہے
تو خوشی پھر اس کی کیا ہے کوئی جنٹ کوئی جج ہے

اکبر الہ آبادی

حصہ اول

تالیف

حضرت مولانا محبوب الرحمٰن قریشی مدظلہ
خطیب راولپنڈی

Marfat.com

نظم در مدح قرآن مجید

(حضرت مولانا شاہ محمد احمد پرتاب گڑھیؒ)

84341

غضب ہے ہم کو اب حاصل نہیں ہے لطف روحانی
بھلا دیں آہ دل سے ہم نے تعلیمات قرآنی

وہ قرآن آخری پیغام ہے جو رب عزت کا
مبارک ہو مبارک قدر اس کی جس نے پہچانی

وہ قرآن بزم روحانی ہوئی آباد پھر جس سے
وہ جس نے دور کر دی آکے دنیا کی پریشانی

وہ قرآن جو سراپا نور ہے رحمت ہے برکت ہے
پلاتا ہے جو اپنے عاشقوں کو جام عرفانی

وہ قرآن جس کی برکت کا بیاں ہو ہی نہیں سکتا
بناتا ہے جو اپنے ماننے والوں کو ربانی

وہ قرآن جو غذاء بھی ہے دواء بھی ہے شفا بھی ہے
وہ قرآن جس سے طے ہوتے ہیں سب درجات روحانی

وہ جو ابر کرم بن کر جہاں میں چار سو برسا
وہ جس سے ہر طرف جاری ہوئے دریائے احسانی

وہ جس کے حکمراں ہوتے ہی دنیا بن گئی جنت
نرالا ہے جہاں میں جس کا آئین جہانبانی

Marfat.com

وہ جس کا ایک نقطہ بھی نہ بدلے گا قیامت تک
وہ جس کی خود خدائے پاک کرتا ہے نگہبانی
مرا پیغام ہے سارے زمانے کے لئے احمد
مرا پیغام کیا ہے بلکہ ہے پیغام ربانی

ذخیرہ

ابدی روحانی اقدار اور اسلام کا نقطۂ نظر

سائنسی وفنی علوم نے جو محیّر العقول ترقی کی ہے اس نے عہد حاضر کے انسان کی زندگی یکسر تبدیل کر دی ہے، ملحدانہ فلسفوں اور نظریات جو خود جدید ترقی یافتہ دور کی پیداوار ہیں' نے موجودہ انسان کی اخلاقی، ذہنی، سماجی، معاشی اور سیاسی اقدار کو بھی تہس نہس کر دیا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ عصرِ حاضر نے انسان کو متمدّن، مہذّب، مؤدب اور ماڈرن بنا دیا ہے اور اب اس کی سوچ فرسودہ نہیں رہی۔ پر افسوس اس ترقی سے انسان عرفانِ رب کے بجائے خود خُدا بن بیٹھا ہے۔ جاہ وحشم اور قوت وحشمت کے نشہ میں اب اسے اپنی ہر برائی اچھائی معلوم ہوتی ہے۔ لیکن یہ ایک بدیہی حقیقت ہے کہ انسان کے ماحول اور اس کے گردو پیش نے واقعی ترقی کی ہے۔ لیکن ہائے تاسف خُود انسان نے کوئی ترقی نہیں کی وہ آج بھی انہی سلگتے مسائل، تکالیف، مشکلات، پریشانی ذہنی، تہذیبی واخلاقی پستی میں گرفتار ہے جن میں آج سے ہزاروں سال قبل کا انسان مبتلا تھا، بلکہ میں تو کہوں گا اس سے بھی بدتر۔ میں اس ترقی یافتہ انسان سے پوچھتا ہوں کہ کیا اُس نے غربت، بھوک وافلاس اور مفلسی کے چنگل سے نجات حاصل کر لی ہے؟ کیا وہ اب چین وسکون اور آشتی جیسی نعمت عظمیٰ سے محروم ومایوس نہیں؟ کیا وہ

Marfat.com

لالچ فریب، دھوکہ دہی، جھوٹ، غیبت، چوری، زنا، عمل قوم لوط اور قتل و غارت گری جیسے رزائل و معصیات سے اپنا دامن پاک کر چکا ہے اس کا جواب نہیں میں ہے اور یقیناً نہیں میں ہے۔ جس کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ انسان نے اپنے جسم اور اس کی الائشوں کے لئے تو بہت کچھ کیا ہے مگر وہ اپنے روح اور روحانیت سے غافل ہو چکا ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو جسم اور روح دو چیزوں سے مرکب بنایا ہے اور ان ہر دو چیزوں کی حفاظت اور بقاء کے لئے ایک فطرتی نظام بھی دیا ہے۔ انسان کی انسانیت اور عظمتوں کو پانے کے لئے ابدی روحانی اقدار کو پانا انتہائی ضروری ہے۔

مسئلہ کی شرح سے قبل ایک اُصول سمجھ لیجئے۔ حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیّب نور اللہ مرقدہٗ لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس کائنات کا ذرہ ذرہ دو چیزوں سے ملا کر بنایا ہے۔ ایک روح ایک جسم۔ یعنی ہر چیز کی ایک صُورت ہے، ایک اس کی حقیقت۔ ایک اس کی ہیئت اور ایک ماہیّت۔ یا یوں کہئے ایک اس کا ظاہری حصّہ اور ایک باطنی۔ غرض کُل کائنات اور بالخصوص انسان کی جہاں ایک صُورت ہے وہاں اس کی ایک حقیقت بھی ہے ایک اس کا بدن ہے اور ایک اس کی روح ہے۔ جب یہ بات سمجھ میں آگئی تو ساتھ ہی ساتھ یہ سمجھ لیجئے کہ اس کائنات کی کوئی چیز باقی نہیں رہ سکتی جب تک بدن اور روح ملے ہوئے نہ ہوں۔ گویا بدن کی بقا روح پر موقوف ہے اور روح کی بقا بدن پر۔ اب تیسرا اُصول اور سمجھ لیجئے کہ اگر آپ روح تک کوئی اثر پہنچانا چاہیں تو وہ بدن ہی کے ذریعے پہنچا سکتے ہیں، اس عالم میں براہ راست روح کو متاثر کرنے کا کوئی اور ذریعہ نہیں انہیں اُصول ثلاثہ تکوینیہ کہا جاتا ہے۔

کافر اور مسلمان کے مقاصدِ زندگی الگ الگ ہیں۔ کافر کی تگ و دو لب گور تک ہے اور مومن کی لامکان سے آگے تک۔ مومن کی نظر دو دُنیاؤں پر رہتی ہے، مگر کافر کے سامنے صرف یہ دنیا ہے۔ اِس دُنیا کی تعمیر و ترقی کے لئے اگرچہ سائنس کو اوّلیت حاصل ہے مگر دوسری

Marfat.com

دنیا کے لئے ہمیں اس کے ساتھ ساتھ اس علم کی ضرورت ہے جو راہ منزل دکھائے شخصیّت کو بالیدگی اور توانائی دے۔ عرفانِ ذات کا شعور عطا کرے۔ اصل العین کی طرف راہنمائی کرے۔ اور زینہ بزینہ ہمیں رضائے الوہیت تک پہنچا دے۔ آج سراسر مادعیّت پرستی سے مسلمانوں میں یہ شعور ختم ہو رہا ہے۔ مسلمان مقصدِ حیات کو بھول کر راستے میں الجھ گئے ہیں۔ مسلمانوں کی حقیقی کامیابی کا راز اس میں مضمر ہے کہ وہ ایک حد تک مادی ترقی کے لئے جدوجہد کرے لیکن ساتھ بھرپور روحانی و اخلاقی اقدار کی نشوونما کیلئے تعلیم و تربیّت بھی حاصل کرے۔ قرآن مجید میں جو چہارگانہ فرائض نبوت ذکر ہوتے ہیں۔ ان میں تلاوت آیات کے بعد تزکیہ نفس اور تصفیہ باطن کا ذکر ہوا ہے۔

يَتْلُوا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَ يُزَكِّيْهِمْ وَ يُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ۔ قابلِ غور بات ہے کہ یہ تعلیم و حکمت سے پہلے رکھا گیا ہے چنانچہ اسی کی اہمیّت واضح ہو جاتی ہے۔ کیونکہ تزکیہ سے تطہیر باطن اور تعمیر کردار جیسی اعلیٰ صفات جنم لیتی ہیں اسی سے انسان اپنی ہستی میں جھانک کر سراغ زندگی پا سکتا ہے۔

دَورِ جدید کی ماڈرن سوسائٹی کے افراد مادّہ پرستی میں اتنے غرق ہو گئے ہیں کہ ہر فرد روحانی طور پر بے سکونی کا شکار ہے۔ دنیا کی تمام آسائشوں اور سامانِ راحت کے باوجود نہ دن کو چین نہ رات کو سکون کی نیند۔ اِس انسانی بے سکونی اور بے چینی کی اصل وجہ روح کا بوجھل پن ہے۔ جب انسان روحانی طور پر بے قرار ہو تو جسم بھی پژمردہ ہو جاتا ہے۔ مادّہ پرستی کے پیروکار جدید دَور کے انسان روحانیت سے دُوری کے باعث اخلاقی اور تہذیبی قدروں کو فراموش کر چکے ہیں۔ مغربی ممالک میں مرد کے مرد سے اور عورت کے عورت سے نازیبا تعلقات قائم ہیں یہ ایک غیر فطری عمل ہے اس گندگی کے باعث ایڈز جیسی موذی بیماریوں نے جنم لیا۔ اخبارات میں آئے دن آتا ہے کہ فلاں شخص نے اپنی بیٹی کے ساتھ مُنہ کالا کر لیا۔ یہ

Marfat.com

انسانی پستی صرف یورپ تک محدود نہیں بلکہ دنیا کے دوسرے ممالک تک عام ہو رہی ہے۔ جس کی بڑی وجہ روحانی اقدار کا فقدان ہے۔ روحانیت سے متعلق اسلام کا نقطۂ نظر دنیا کے تمام مذہبی اور فلسفیانہ نظاموں سے مختلف اور واضح ہے دنیا کے دوسرے مذاہب اور فلسفیانہ نظاموں نے روح کو جسم کی ضد قرار دیا ہے اور لوگوں کو یہ باور کرایا کہ روحانیت کا راستہ دنیوی زندگی کے اندر سے نہیں بلکہ باہر سے گزرتا ہے اسے دنیاداری چھوڑنی پڑے گی اور جو دنیاداری کرنا چاہتا ہے وہ روحانیت کا ساتھ نہیں دے سکتا۔ اس کے نتائج یہ نکلے کہ جو لوگ دنیاداری میں پڑے وہ بالکل مادّہ پرست ہو گئے اور معاشرت، تمدّن، سیاست اور معیشت جیسے دنیوی شعبے روحانیت کے نور سے خالی ہو گئے۔ دوسری طرف جو لوگ روحانیت کی طرف مائل ہوئے انہوں نے جنگلوں، پہاڑوں اور عزلت کے گوشوں کو روح کی ترقی کے لئے موزوں سمجھا۔ مگر اسلام کا روحانیت سے متعلق نقطہ نظر بہت مختلف ہے۔ اسلام نے روحانی ترقی کا راستہ دنیاوی زندگی کے درمیان سے بتایا ہے۔ اسلام راہبانہ طرز زندگی کو پسند نہیں کرتا۔ اسلام یہ دنیاوی درس نہیں دیتا کہ روحانیت میں ایسے کھو جاؤ کہ دنیا اور اس کے مسائل سے قطع تعلق کر لو اور اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی نعمتوں سے مُنہ موڑ کر آبادیوں سے دُور نکل جاؤ۔ بلکہ اسلام کہتا ہے کہ دنیاداری بھی کرو اور روحانی ترقی کے لئے بھی کوشاں رہو۔ اسلام مادّہ پرستی کی بھی اجازت نہیں دیتا جو آجکل کے جدید دَور میں لوگوں نے اپنالی ہے۔ دُنیا کی رنگینیوں اور رعنائیوں میں کھو کر جسم کی خواہشات پروری کرنا اسلام میں ممنوع ہے۔

اسلام نے انسانوں کے روحانی ارتقاء کا جو راستہ بتایا اس کی پہلی منزل ایمان ہے۔ یعنی اگر کوئی شخص یہ بات اچھی طرح سمجھ لے کہ اس کا معبود، مالک اور حاکم صرف اللہ ہے تو وہ ثابت قدمی کے ساتھ روحانیت پر چل پڑے گا۔ دوسری منزل اطاعت ہے۔ یعنی خُدا کی حاکمیّت کو سچے دل سے تسلیم کرنا اور اس کے ہر حکم کو ماننا۔ تیسری منزل تقویٰ ہے جس کا

Marfat.com

مطلب ہے کہ آدمی زندگی میں کوئی کام کرنے سے پہلے یہ سوچ کہ اُس نے اِس کا اللہ کو حساب دینا ہے اور اہم منزل احسان ہے۔ احسان کے معنی ہیں کہ بندے کی مرضی خدا کی مرضی کے ساتھ متحد ہو جائے جو خدا کو پسند ہے وہی بندے کو بھی پسند ہو اور جو بات خدا کو ناپسند ہو بندے کو بھی وہ ناپسند ہو۔ ارشاد نبویؐ کی رو سے ''احسان یہ ہے کہ تو اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے گویا تو اُسے دیکھ رہا ہے پھر اس طرح کہ تُو اسے نہیں دیکھ رہا وہ تجھے دیکھ رہا ہے۔''

انسانوں کی روحانی ترقی کے لئے اسلام نے ایک انقلابی پروگرام ترتیب دیا ہے۔ اس نظام کا پہلا رکن نماز ہے۔ دن میں پانچ وقت نماز پڑھنے سے انسان پاکیزہ اور گناہوں سے دُور رہتا ہے۔ نماز آدمی کے دل میں ہر وقت خدا کی یاد تازہ رکھتی ہے۔ دوسرا رکن روزہ ہے جو جسمانی اور روحانی طور پر انسان کو برائیوں سے پاک رکھتا ہے۔ تیسرا رکن زکوٰۃ ہے جو مسلمانوں کے درمیان مالی ایثار اور آپس میں ہمدردی اور تعاون کا جذبہ پیدا کرتا ہے۔ چوتھا رکن ہے حج جو خدا پرستی کے محور پر اہل ایمان کو ایک عالمگیر برادری بناتا ہے۔ اس مختصر بحث سے یہ نتیجہ نکلا کہ اسلام ہی روحانیت کا مذہب ہے اور جدید دَور کے تمام روحانی تقاضوں پر پورا اترتا ہے اور دوسری بات یہ کہ انسان کی تمام عظمتوں کا محور ابدی روحانی اقدار ہیں۔ روحانی اقدار سے محروم انسان، انسان نہیں انسان نما پتلے ہیں یہ صرف انسانیت کی صورت ہیں، انسانیت کا ظاہر ہیں انسانیت کا جسم اور بدن ہیں۔ جو روحانیت کے بغیر انسانی باطن، انسانی حقیقت اور انسانی روح سے خالی ہیں۔ خود خالق کائنات نے ایسے انسانوں کے ظاہر، صورت اور انسانی بدن رکھنے کے باوجود انسانیت کی نفی کی ہے۔ فرمایا: اُولٰٓئِکَ کَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ ط (روحانیت سے خالی یہ چلتے پھرتے لاشے انسان نہیں چوپائیوں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بھی بدتر ہیں) اسی لئے بندہ مومن کو زندے اور کافر کو مردے سے تشبیہ دی گئی ہے۔ کیونکہ انسان جسم و روح دو چیزوں کا مرکب ہے ایک کے عدم

Marfat.com

سے دوسری خود بخود ختم ہو جائے گی قرآن حکیم میں یہ جو فرمایا گیا کہ اے پیغمبر ﷺ آپ مُردوں کو نہیں سنا سکتے۔ اس سے مراد قبروں میں پڑے مردے نہیں کیونکہ انبیاء کی بعثت زندہ انسانوں کی طرف ہوتی ہے نہ کہ زیرِ زمین بوسیدہ ہڈیوں کی طرف۔ اس سے مراد روحانیت سے خالی یہی انسانی خول ہیں جنہیں مُردے قرار دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو روحانی بالیدگی اور ترقی عطا فرمائے۔ کیونکہ ابدی روحانی اقدار ہی ہر دَور کے سچے مذہب کی اساس اور انسانیت کی مشترکہ میراث رہی ہیں۔

(وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغ)

مولانا محبوب الرحمن قریشی مدظلہ ، خطیب صدیقیہ مسجد مریڑ حسنؒ راولپنڈی

Marfat.com

حصہ دوئم

روحانی عملی زندگی کی ترتیب

۱۔ قرآن نصیحت اور یاد دہانی ہے

۲۔ تصوف کی حقیقت (روحانی زندگی)

۳۔ حضرات صوفیاء کی صفات

۴۔ معنی نفی اثبات

سیاست نے مذہب سے پیچھا چھڑایا
چلی نہ کچھ پیرِ کلیسا کی پیری
ہوئی دین و دولت میں جس دم جدائی
ہوس کی امیری ہوس کی وزیری

ڈاکٹر اقبالؒ

جمع و ترتیب

صوفی محمد حسین غفرلہ

مکان نمبر ۲۳۹، مریڑ حسن،

عقب بوائز سیکنڈری سکول،

راولپنڈی

Marfat.com

قرآن، نصیحت اور یاددہانی ہے

قرآن کریم کی تعلیمات کے ذریعے یاددہانی کرائی جاتی ہے کہ یہ دُنیا فانی ہے اِس کی زینت میں اُلجھ کر نہ رہ جانا بلکہ آخرت کی دائمی زندگی کے لئے سامان کرنا چاہیئے۔ اللہ نے انسان کو کھیل کود کے لئے پیدا نہیں کیا تھا بلکہ فرمایا: "وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ ہ" تحقیق انس و جن کی پیدائش کا مقصد اس مالک الملک کی عبادت کرنا ہے۔ دوسری جگہ کائنات کی پیدائش کا ذکر کر کے اللہ تعالیٰ نے یہ بات سمجھائی ہے کہ کائنات کا یہ پورا نظام بے سُود ہی پیدا نہیں کر دیا گیا بلکہ اس کا کوئی نتیجہ بھی سامنے آنے والا ہے۔ رزق کا کفیل و ذمہ دار خُدا ہے۔ ہم پر تمام مصائب ہمارے اعتقاد سے ہیں۔ اسماء اللہ میں ہم کو ایک اسم کی بھی معرفت کامل نہیں ہے جیسے رزاق۔ اگر ہم اس کو رزاق یقیناً جانیں تو پھر روزی کیلئے کیوں حیران و پریشان پھریں۔ (ص ۱۳۶ امداد المشتاق)

حضرت مولانا شبیر احمد عثمانیؒ کے والد صاحب کے قرآن کریم کے عشق میں ڈوبے ہوئے

اشعار

سنتے سنتے نغمہ ہائے محفلِ بدعات کو
کان بہرے ہو گئے دل بدمزہ ہونے کو ہے
آؤ سنوائیں تمہیں وہ نغمہِ مشروع بھی
پارہ جس کے لحن سے طورِ ہدیٰ ہونے کو ہے
حیف گر تاثیر اس کی تیرے دل پر کچھ نہ ہو
کوہ جس سے خاشعاً متصدعاً ہونے کو ہے

(تفسیر عثمانی ص ۷۷۲)

اللّٰھم بارک لی فی الموت و فی ما بعد الموت

Marfat.com

یا حیّ یا قیوم برحمتک استغیث

عرب قبل از قرآن اور عرب بعد القرآن کا موازنہ

قرآن عرب میں نازل ہوا اور عرب تمام اقوام میں سے کمزور، بے علم اور بے ہنر تھے۔ سیاسی غلبہ حاصل کرنے کے اسباب ان میں موجود نہ تھے۔ سیاسی اقتدار اور غلبہ کے لئے پہلی چیز عددی کثرت ہے۔ دیگر اقوام عالم کی نسبت عرب کی تعداد بہت کم تھی۔ اِس وقت کے موجودہ عرب اور اُس وقت کے عرب میں بڑا فرق ہے۔ قرآن کے نزول کے وقت عرب صرف اِس وقت کے سعودی عرب اور یمن کا نام تھا۔ عراق، شام، فلسطین، اردن، لبنان، بیروت، مصر و شمالی افریقہ یہ غیر عرب ممالک تھے۔ جو اسلامی فتوحات کے بعد عرب ممالک بن گئے۔ دوسری چیز جو سیاسی اقتدار کے لئے ضروری ہے وہ تعلیم ہے لیکن عرب امیین یعنی ناخواندوں کا ملک تھا۔ تیسری چیز اتفاق اور وحدت ہے لیکن عرب کا ہر قبیلہ دوسرے کا دشمن تھا ۔خود انصار مدینہ کے دو مشہور قبیلے اوس و خزرج ایک دوسرے کے دشمن تھے۔ اتفاق و اتحاد کا تصور بھی نہیں ہوسکتا تھا۔ چوتھی چیز صنعت، عرب میں نہ کوئی صنعت تھی اور نہ کارخانہ تلوار تک کے لئے اور معمولی پوشاک کے لئے وہ ہندوستان اور شام کے عیسائیوں کے محتاج تھے۔ پانچویں چیز زراعت اور غذائی کفالت ہے، کھجور کے سوا خوراک کے لئے وہ غیر اقوام کے محتاج تھے کیونکہ اِن کا اپنا ملک زراعتی ملک نہ تھا قرآن نے خود اسے ''وَادٍ غَیْرِ ذِیْ زَرْعٍ'' فرمایا چھٹی چیز معدنی دولت اِس وقت عرب میں کسی معدنی دولت کا وجود نہ تھا۔ جو کچھ ہمیں اب نظر آرہا ہے دورِ حاضر کی پیداوار ہے۔ ساتویں چیز جسمانی قوت، عرب گرم ملک تھا۔ ضروری غذا بھی میسر نہ تھی پانی کی بھی کمی تھی۔ سردی گرمی سے بچنے کے لئے مکانات نہ تھے اکثر آبادی خانہ بدوشوں کی تھی علاج کا بھی کوئی انتظام نہ تھا اور آٹھویں چیز روحانی واخلاقی

Marfat.com

قوت ہے جو توحید کے اعلیٰ اور پاکیزہ تصور سے پیدا ہوتی ہے لیکن عرب آبادی پتھروں یا پتھروں سے تراشے ہوئے بتوں کی پرستش کرتی تھی۔ یہ وہ حالات تھے جس میں قرآن کا عرب میں ظہور ہوا اور عرب نے بالاتفاق اِس روشنی کو مٹانے میں اپنی قوتیں صرف کیں جس طرح موجودہ دور میں دین اور اسلام کے مراکز کو فتح کرنے میں قوتیں صرف ہو رہی ہیں قرآن کو آزاد اشاعت کے لئے بہت تھوڑا وقت ملا لیکن اِس قلیل مدت میں قرآن نے عرب کو کہاں سے کہاں تک پہنچا دیا اِس کا اندازہ عرب قبل از قرآن اور عرب بعد از قرآن کے درمیان موازنہ کرنے سے معلوم ہو سکتا ہے۔

قرآن حکیم اپنی تاثیرات کے لحاظ سے بھی ایک معجزہ ہے کہ کسی انسانی کتاب میں وہ تاثیر نہیں جو قرآن میں موجود ہے اور جو اسکے ذریعے دنیا میں پھیل کر پوری دنیا کو اِس نے روشن کیا، تاثیر یا اثر اندازی کا اولین تعلق انسانی روح سے ہے۔ روح جب متاثر ہو کر بدل جاتی ہے تو انسانی تصورات، گفتار، کردار، میں خود تبدیلی پیدا ہو جاتی ہے کہ ان تینوں چیزوں کا مرکز روح یا دِل ہے۔ حدیث شریف میں یہی حقیقت ظاہر فرمائی ہے کہ بدن میں ایک چیز ہے (گوشت کا لوتھڑا) جب وہ درست ہو جائے تو پورا بدن درست ہو جاتا ہے (بخاری)۔ مرکز اصلاح روح ہے لیکن روح امر ربی اور آسمانی چیز ہے۔ زمینی نہیں لہٰذا جو کتاب آسمانی ہوگی کلام ربی ہوگی اِس سے روح کی جو کہ امر ربی ہے اصلاح ہوگی۔ قرآن حکیم جس قوم اور ملک میں ظاہر ہوا وہ تمام عالمی برائیوں کا مرکز تھا۔ یعنی ملک عرب اور قوم عرب اعتقادی برائیوں کا مرکز اور انصاف وعدل مٹ چکا تھا اور پورا جزیرہ عرب ظلم کدہ بن چکا تھا اور ذرائع معاش نہ ہونے کی وجہ سے لوٹ کھسوٹ ہی اِن کے لئے واحد ذریعہ معاش بن چکا تھا۔ وہ اپنی لڑکیوں کو زندہ درگور کرتے تھے شراب نوشی عام تھی۔ خانہ جنگی اور قوم کشی اِن کا محبوب ترین مشغلہ تھا۔ لاقانونیت اور خودسری عام تھی عرب کی اصلاح تصور میں نہیں آسکتی تھی

Marfat.com

کہ اِن میں تو اسباب اصلاح کا نام ونشان تک نہ تھا۔

جب دور حاضر میں سب اسباب اصلاح موجود ہیں۔ تعلیم عام ہے۔ نشر واشاعت کے ذرائع عام ہیں قانون موجود ہے اصلاح معاشرہ کی انجمنیں قائم ہیں۔ فلموں کے ذریعہ اصلاح کی کوشش کی جارہی ہے۔ پھر بھی ہر قسم کے فساد میں روز افزوں اضافہ ہو رہا ہے اور جرائم کی نئی نئی شکلیں ایجاد ہو رہی ہیں۔ جدید دور کے انسان کو اِس منظر کو پیش نظر رکھتے ہوئے یہ تصور کرو کہ قرآن کے مختصر مدنی دور یعنی فتح مکہ کے بعد آزاد اثر اندازی کے صرف دو اڑھائی سال ملے۔ اِس بہت ہی کم وقت میں قرآن نے اپنی تعلیم اور آواز حق سے جو اصلاحی انقلاب عرب میں لایا وہ دنیا کو معلوم ہے اور دوست ودشمن اِس کا اقرار کرتے ہیں اور گھر گھر خدا پرستی اور توحید کا ایسا چرچا پھیلا کہ اِن کی زبانوں پر ہر وقت اللہ کی توحید جاری ہوئی سر واحد لاشریک کی عبادت میں جھک گئے۔ دِلوں میں اللہ کی عظمت بھر گئی۔ غیر اللہ کا خوف قلوب سے نکل گیا انسانی حقوق کا یہ حال تھا کہ جو قوم اپنے حقیقی بھائیوں کی دشمن بنی ہوئی تھی۔ وہ اسلامی اور قرآنی رشتے کی وجہ سے بلال حبشیؓ، صہیب رومیؓ، سلمان فارسیؓ کو اپنے حقیقی بھائیوں سے زیادہ محبوب سمجھنے لگے۔ خانہ جنگی کا خاتمہ ہوا اور پوری عرب قوم محبت واخوت کے رشتہ میں منسلک ہو کر ایک فولادی دیوار بن گئی اور ظلم وستم نہ صرف عرب سے مٹ گیا۔ بلکہ قرآن سے متاثر ان عربوں کا قدم جہاں پہنچا وہاں بھی ان برائیوں کا نام ونشان نہ رہا۔ ایک یورپی اہل قلم نے لکھا ہے کہ گویا قرآن کے اثر کے بعد عرب انسانی صورت میں ملائکہ بن کر پھر رہے تھے۔ یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ ایسا اصلاحی کارنامہ جو سراپا معجزہ ہے صرف قرآن سے وجود میں آیا جو دنیا کی تمام حکومتوں کی مجموعی قوت سے ممکن نہ تھا۔ یہ جو کچھ لکھا گیا اِس امر کی دلیل ہے کہ قرآن کلام الٰہی ہے جس کا اقرار دور حاضر کے عیسائی دشمنان اسلام نے بھی کیا ہے۔ اِس کے لئے حضرت علامہ شمس الحق افغانیؒ کی کتاب ''علوم القرآن'' دیکھی جاسکتی ہے۔

Marfat.com

تصوف کی حقیقت

تصوف کی حقیقت بھی یہی ہے کہ ہزار راستوں کو چھوڑ کر حق کی رسی کو تھام لیا جائے اور بندہ یکتا و تنہا ذات کے ساتھ یکتا و تنہا رہ جاتا ہے

اِن الذین قالو اربنا اللہ ثم استقاموا (الاحقاف ۱۳) جن لوگوں نے کہا اللہ ہمارا ربّ ہے پھر اِس پر ڈٹ گئے۔ تصوف احوالِ شاقہ اور پاکیزہ اخلاق کا نام ہے اور راہ طریقت میں مالک الملک کی طرف مسلسل جدوجہد کا نام ہے اپنی تمام کوششوں کو نعمتوں کے مالک کے لئے وقف کردو اور صوفی کے لئے ضروری ہے کہ حق سے منحرف شخص کا راستہ چھوڑ دے حق کے لئے روحانی جنگ لڑے اور اِن حضرات کے عقیدے کو عالی ہمت شخص ہی اپناتا ہے اور ان کی دوستی کا ہاتھ مضبوط شخص ہی پکڑتا ہے۔ پس یہ لوگ آفاق کے سورج ہیں اور ہر جسم جس نے حرام سے پرورش پائی جہنم اِس کے لئے زیادہ مستحق ہے۔ (الحدیث) اور ایمان والے بڑی چیز یعنی آخرت کے بدلے میں حقیر چیز یعنی دنیا کو قربان کردیا کرتے ہیں۔

تبارکت یا ذوالجلال ولاکرام

Marfat.com

حضرات صوفیاء کی صفات

حضرات صوفیاء صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اور تابعین کی راہ کے راہرو ہیں اوران لوگوں کے ہم سفر ہیں جوان کی راہ پر گامزن ہیں جوظاہر اُبدحال ہیں بقاء وفنا کے راز جانتے ہیں اخلاص اور ریاء کے درمیان تمیز رکھتے ہیں چھوٹے بڑے وساوس اور عزم و نیت کی باریکیوں سے آگاہ ہیں وہ لوگ رازوں کے امین ہیں نفوس امارہ کی مخالفت پر کمربستہ ہیں غوروفکراور ذکرواذکار کے ساتھ شیطان وسوسہ انداز سے بچتے ہیں قربِ حق کا حصول چاہتے ہیں اورراہِ حق کی جدوجہد میں سستی وکمزوری سے احتراز کرتے ہیں۔

(حلیۃ الاولیاء ۴۰/۱)

من عرّف نفسہ، فقد عرّف ربہّ
معنی نفی اثبات

حضرات صوفیاء کی غرض نفی سے یہ ہے کہ وجود حقیقی ذات پاک کا ہےاور مجازی اور ظلی باقی موجودات کو یعنی یہ ذات وصفات وافعال خداوندی کا اثر ہے کہ ہر چیز قائم ہے اگر فیض وجودحق تعالیٰ ایک آن اُدھر سے منقطع ہوجائے تو سب کی اصل حقیقت نظر آجائے یعنی عدم محض ہوجائے اللہ تعالیٰ سمجھ نصیب فرمائے۔ جب تک کوئی چیز واضح نہ ہوعقیدہ ظاہر شریعت پر رکھواور صوفیاء حضرات کے اقوال کی تصدیق کرو۔اوراپنے قصور یعنی ناقص ہونے اورحریص کشف حقیقت کے رہو۔خداوندتعالیٰ کے در پر کسی کے سوال کا جواب ''لآ''نہیں ہوتا،گھبرانااور چھوڑ بیٹھنا نہ چاہیئے (مکتوب یعقوبی ص۸۹)،(اور میں تو آفتاب نبوت کا غلام

Marfat.com

ہوں اُسی کی بات بتلاؤں گا صلی اللہ علیہ وسلم) توفیق قیام اللیل سب سے بڑی بشارت ہے اور یہی توفیق رضاء وقبولیت حق کی دلیل ہے انوارات الٰہی چاہتے ہو تو رضائے حق کو مطلوب بناؤ اور انوار وکیفیات کو غیر مطلوب پھر انوار حاصل ہونے کی اُمید ہے اگر اعمال مفروضہ واجبہ مستحبہ تک کی توفیق مل رہی ہو تو کیفیات کی طلب جو کہ غیر مقصود ہیں کی سعی لاحاصل ہے یعنی اگر اصل مقصد حاصل ہو تو پریشان نہ ہونا چاہیئے ۔ (مکتوب شمس الحق افغانیؒ ص ۴۸، ۴۹)

ذرا دیکھ لو تم انصاف سے مجذوب کی ہیئت
محبت کے ریا کاروں کی یہ صورت نہیں ہوتی
یہ عالم عیش وعشرت کا یہ حالت کیف ومستی کی
بلند اپنا تخیل کر یہ سب باتیں ہیں پستی کی

اَللّٰھُمَّ حَاسِبْنِیْ حِسَابًا یَّسِیْرًا: اے اللہ مجھ سے آسان حساب لینا۔

اللہ سے جیسے حیا کا حق ہے اُس طرح حیا کیا کرو۔۔۔۔الحدیث

حدیث جبریل میں احسان کا ذکر ہے" **اَنْ تَعْبُدَ اللہَ کَاَنَّکَ تَرَاہُ فَاِنْ لَّمْ تَکُنْ تَرَاہُ فَاِنَّہٗ یَرَاکَ**" اس احسان کا مفہوم وہی ہے جو حیاء کا ہے آدمی ہر وقت یہ سمجھے کہ اللہ مجھے دیکھ رہا ہے اور میں اللہ تبارک وتعالیٰ کی پیشی میں حاضر ہوں جیسے کہ اُس کو دیکھ رہا ہوں، جب آدمی کو یہ خیال مستحضر ہوگا وہ پھر گناہ نہیں کرے گا، نہ مامور بہ کا ترک اس سے ہوگا نہ منہی عنہ کا ارتکاب۔ اور یہی بات حیاء میں ہوتی ہے کہ آدمی اللہ سے شرماتا ہے وہ سوچتا ہے کہ چاہے کوئی نہ دیکھے لیکن اللہ تبارک وتعالیٰ تو دیکھ رہا ہے۔ اس خیال سے پھر وہ گناہ کے ارتکاب پر جرأت نہیں کرتا۔ اور یہی روحانی ترقی کا زینہ ہے لیکن یہ خیال آدمی کے دِل میں اس وقت راسخ ہوتا ہے جب اللہ کا ذکر کثرت سے کرتا ہے اور جو لوگ غافل رہتے ہیں اللہ کی یاد سے انہیں کوئی

Marfat.com

واسطہ نہیں ہوتا تو پھر نفس وشیطان ان کو خوب شکار کرتے ہیں چونکہ حفاظت کا ذریعہ اللہ کی یاد ہے اس لئے اس کو جو ہر نلب میں شامل ہونا چاہئے۔ اس کے بغیر نفس وشیطان کو اغوا کرنے کا موقعہ ملتا رہتا ہے۔ (حضرت مولانا شبیر احمد عثمانیؒ)

(بحوالہ کشف الباری ۱/۶۷۳)

دنیوی زندگی ہی سے روحانی ترقی نصیب ہوگی

ا۔ اَلَّذِیْنَ جَاهَدُو افِیْنَا لَنَهْدِ یَنَّهُمْ سُبُلَنَا پہلے مجاہدہ ہوتا ہے پھر ہدایت ہوتی ہے۔

ا۔ مرنے سے پہلے مرجاؤ (الحدیث) یعنی جسمانی موت آنے سے پہلے اپنی نفسانی خواہشوں اور اِس بات پر کہ اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں بھی تم کچھ وجود رکھتے ہو موت طاری کرلو۔

توحید کا مفہوم۔ اللہ تعالیٰ ہر کام اور ہر معاملے میں ہمارا اِلٰہ ہے اور اِس کے سِوا کسی میں نفع و ضرر اور عطا وعدم عطائی قوت نہیں سب اُسی کے اذن ومشیت سے ہوتا ہے۔

دنیا کمانا۔ دنیا کمانے میں تیرا مشغول ہونا اچھی نیت کا محتاج ہے کہ دین کی اعانت کے قصد سے ہو ورنہ تو مردود ہے۔ اور قلب کے ناپاک ہوتے ہوئے اعضاء بدن کی پاکی مفید نہیں ہے شریعت کے ذریعہ سے اپنے اعضاء بدن کو پاک بنا اور قرآن پر عمل کرکے قلب کو پاک کر جب قلب غیر اللہ کی طرف متوجہ ہونے سے محفوظ رہیگا تو تیرے اعضاء بھی خلاف شرع محنتوں سے محفوظ رہیں گے جس برتن میں جو چیز ہوتی ہے وہی اِس سے چھلکا کرتی ہے لہذا جو کچھ تیرے قلب میں ہوگا وہی تیرے اعضاء پر چھلکے گا۔

حق۔ خیر وشر حق وباطل نور وظلمت اور ظلم وانصاف جب باہم ٹکراتے ہیں تو بالآخر اللہ تعالیٰ خیر کو شر پر حق کو باطل پر نور کو ظلمت پر اور انصاف کو ظلم پر فتح اور کامیابی عطا فرماتے ہیں اور بدی

Marfat.com

کا داؤپیچ خود داؤپیچ کرنے والوں پر الٹ جاتا ہے (قرآن) سیرۃ نبوی ۳/۲۷۶

صدق اللہ و بلغ رسول اللہ

نماز اور کثرت ذکر کے ساتھ محبت شیخ کے ذریعے دربارِ خداوندی میں حاضری اِس کے دیدار کی لذتوں کا حصول اس کی ہمکلامی اس کے ارشادات کا سننا اس کا انتہائی قرب سب ہی کچھ حاصل ہو جاتا جو اہل اللہ صوفیاء حضرات سے تعلق بیعت کا مقصود ہے اِس ساری جدو جہدو ریاضت کا جب انسان کو حضور کی کیفیت حاصل ہو جاتی ہے تو قلب وروح ہر وقت باری تعالیٰ کے سامنے موجود رہتے ہیں اس ہم نشینی کے نتیجہ میں اپنے ظرف وحوصلہ کے مطابق انسان بے پناہ کمالات حاصل کر لیتا ہے اوصاف کمال سے اِس کا قلب مزین ہو جاتا اور ہر قسم کی برائیوں سے پوری طرح پاک ہو جاتا ہے۔ سالکین کے لئے خوابوں کو اہمیت دینا ترقی کی راہ میں رکاوٹ ہے اور خطرہ تکبر کے پیدا ہونے کا زیادہ ہے جو شخص۔ ٹی۔ وی جیسی حرام چیزوں سے پرہیز نہیں کرتا اللہ تعالیٰ کو اس کے حج وعمرہ کی کیا ضرورت ہے۔ (خلاصہ تعلیمات ۱/۱۹۸)

چاک کے تقدیر کو ممکن نہیں کرنا رفو
سو زنِ تدبیر گر ساری عمر ستی رہے

تو پھر کیا تعلیم وتربیت بیکار ہے؟ تقدیر برحق ہے

تو یاد رکھنا چاہیے کہ تعلیم وتربیت سے اگر چہ تقدیر نہیں بدلتی تخلیق میں تغیر نہیں آتا فطرت نہیں پلٹتی لیکن سلسلہ اسباب کا تسلسل ربط اور تبلیغ وصحبت کا اثر فطری ہے۔ دواء اپنا اثر رکھتی ہے اگر چہ موت سے نہیں بچاسکتی عدل وانصاف سے اصلاح عالم اور ظلم وجور سے تباہی

Marfat.com

وابستہ ہے۔ اگرچہ انصاف موجب بقاء اور ذریعہ دوام نہیں، نہ ظلم سے نسل انسانی کا آج تک خاتمہ ہوسکا۔ تو لہذا تعلیم وتربیت کا مقصود محض اعانت فطرت ہے خیر کو آخری نقطہ تک پہنچانا ہے شر کو روئے زمین سے قطعاً محو کر دینا مقصود نہیں نہ یہ ممکن ہے اصل غرض تصرف خیر اور ہزیمت شر میں مدد کرنی ہے۔ فطرت کو بدلنا مقصود نہیں نہ سرشت کی تبدیلی کا امکان ہے بھیڑیا آدمی نہیں ہوسکتا خواہ معلم اول اس کو تعلیم دے نہ آدمی بھیڑیا بن سکتا ہے۔ خواہ سارے جہان کی طاغوتی طاقتیں بر سرِ اغواء آجائیں بس سعادت وشقاوت فطری ہے مگر تعلیم وتربیت مقتضائے فطرت ہے موجب شقاوت نہیں محض سبب اور مددگار ہے۔ (مظہری ۱۲/۹۰)

تربیّتِ اولاد

شریفوں کی اولاد بے تربیّت ہے
تباہ ان کی حالت بُری ان کی گت ہے

کسی کو کبوتر اُڑانے کی لت ہے
کسی کو بٹیرے لڑانے کی دھت ہے

چرس اور گانجے پہ شیدا ہے کوئی
مدک اور چنڈو کا رسیا ہے کوئی

ہوئی ان کی بچپن میں یوں پاسبانی
کہ قیدی کی جیسے کٹے زندگانی

لگی ہونے جب کچھ سمجھ بوجھ سیانی
چڑھی بھوت کی طرح سر پہ جوانی

بس اب گھر میں دشوار تھمنا ہے ان کا
اکھاڑوں میں تکیوں میں رہے ان کا

اگر خواب میں کچھ نظر آ گیا ہے
تو یاد اس کی دن رات نام خدا ہے

اگر ماں ہے دکھیا تو ان کی بلا سے
اپاہج ہے باوا تو ان کی بلا سے

جو ہے گھر میں فاقہ تو ان کی بلا سے
جو مرتا ہے کنبہ تو ان کی بلا سے

نہ کچھ درد کی چوٹ ان کے جگر پر
نہ قطرہ کوئی خون کا چشم تر میں

Marfat.com

خانقاہوں کی آبادی (حالیؔ مرحوم)

پڑی ہیں سب اُجڑی ہوئی خانقاہیں
وہ درویش و سلطان کی اُمید گاہیں
کھلی تھیں جہاں علم باطن کی راہیں
فرشتوں کی جن پر پڑتی تھیں نگاہیں
کہاں ہیں وہ جذب الٰہی کے پھندے
کہاں ہیں وہ اللہ کے پاک بندے
وہ علم شریعت کے ماہر کدھر ہیں
وہ اخبار دین کے مبصر کدھر ہیں
اصولی کدھر ہیں مناظر کدھر ہیں
محدّث کہاں ہیں مفسّر کدھر ہیں
وہ مجلس جو کل سر بسر تھی چراغاں
چراغ اب کہیں ٹمٹماتے نہیں واں
بہت لوگ بن کر ہوا خواہ امت
پڑے پھرتے ہیں کرتے تحصیل دولت
یہ ٹھہرے ہیں اسلام کے رہنما اب
لقب ان کا ہے وارث انبیاء اب

جن کو آتا نہیں دنیا میں کوئی فن تم ہو
نہیں جس قوم کو پروائے نشیمن تم ہو
بجلیاں جس میں ہوں آسودہ وہ خرمن تم ہو
بیچ کھاتے ہیں جو اسلاف کے مدفن تم ہو

ہو نکو نام جو قبروں کی تجارت کر کے
کیا نہ بیچو گے جو مل جائیں صنم پتھر کے

اقبالؒ

Marfat.com

تصوف کا مطلب ہی شریعت پر عمل کو آسان کرنا ہے

تصوّف کا مطلب یہی ہے کہ شریعت پر عمل کرنا آسان ہو جاتا ہے اور سالکِ حق اِس طرح عبادت کرے گویا کہ اِس کو دیکھ رہا ہے اور اگر ایسا کرنا یعنی خیال کرنا ممکن نہ ہو تو یہ خیال کرئے کہ وہ مجھے دیکھ رہا ہے اور اِس کے لئے صوفیاء حضرات نے کثرتِ ذکر تجویز فرمایا ہے۔ کیونکہ ذکر اللہ کا خاصہ ہی یہ ہے کہ جو اِس کو اپنے اوپر لازم کر لیتا ہے تو پھر وہ اس کو اپنے ماسوا سے منقطع کر دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے ذکر کے التزام سے قلب نورِ ایمان سے منور ہو جاتا ہے اور پھر سالک راہ حق کی جستجو کرتا ہے جس کے لئے بیعت کی ضرورت پڑتی ہے۔ کیونکہ بیعت ہونا گزشتہ امور سے توبہ کرنا ہے اور آئندہ کے لئے اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرنا ہے اور توبہ کے بعد اِس کی محافظت کرنا ہے جس کا عہد کیا ہے اور حقوق العباد کا ادا کرنا یا معاف کرانا اور صاحبِ حق کے لئے دعا کرنا اور استغفار کرتا رہے۔

مشاہدہ حق

مشاہدہ دِل کا دیدار ہے یعنی دِل پر انوار الٰہی ہے اِس لئے ظاہر و باطن میں حق تعالیٰ کا سالک دیدار کرتا ہے اور یہ دیدار کیفیت ہے جو کثرت ذکر و فکر سے حاصل ہوتی ہے اور حضرت ابو العباسؒ نے فرمایا کہ مشاہدہ یقین کی صحت اور محبت کا غلبہ ہے یعنی جب خداوند تعالیٰ کی محبت کا غلبہ اِس درجہ ہو جائے کہ اِس کو کلیّت حاصل ہو جائے تو اللہ کے سِوا کوئی چیز دکھائی نہیں دیتی اور حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے جس چیز کی طرف دیکھا خداوندِ عالم کے

Marfat.com

لئے دیکھا یعنی اِس کی محبت کا غلبہ اور اِس کی قدرت کا مشاہدہ کیا۔

نماز اور کثرتِ ذکر کے ساتھ صحبت شیخ کے ذریعے دربارِ خداوندی میں حاضری اس کے دیدار کی لذتوں کا حصول اِس کی ہمکلامی اِس کے ارشادات کا سننا اِسکا انتہائی قرب سب ہی کچھ حاصل ہو جاتا ہے۔ جو اہل اللہ صوفیاء حضرات سے تعلق بیعت کا مقصود ہے اِس سے خدائے تعالیٰ اور بندوں کے درمیان براہ راست تعلق قائم ہو جاتا ہے۔ جو مقصود ہے اس ساری جدوجہد وریاضت کا۔ جب انسان کو حضور کی کیفیت حاصل ہو جاتی ہے تو قلب وروح ہر وقت باری تعالیٰ کے سامنے موجود رہتے ہیں اِس ہم نشینی کے نتیجہ میں اپنے ظرف وحوصلہ کے مطابق انسان بے پناہ کمالات حاصل کر لیتا ہے اوصاف کمال سے اس کا قلب مزین ہو جاتا ہے اور ہر قسم کی برائیوں سے پوری طرح پاک ہو جاتا ہے۔

سالکین کے لئے خوابوں کو اہمیت دینا ترقی کی راہ میں رکاوٹ ہے اور خطرہ تکبر کے پیدا ہونے کا زیادہ ہے جو سراسر گمراہی ہے اپنی بہت زیادہ حفاظت رکھو۔ ذرہ پی کر بہک جانا یہ کم ظرفوں کا شیوہ ہے اور جو شخص ٹی۔ وی جیسی حرام چیزوں سے پرہیز نہیں کرتا اللہ تعالیٰ کو اس کے حج وعمرہ کی کیا ضرورت ہے (خلاصہ تعلیمات ۱۹۸/۱) تزکیہ نفس ۸۹/۲

مراقبہ دعائیہ

کسی فارغ اور تنہائی کے وقت میں باوضو قبلہ رُخ بیٹھ کر آنکھیں اور زبان بند کر کے اپنی حالت اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش کریں اور دِل میں اللہ تعالیٰ سے عرض کریں یا اللہ میری حالت تو آپ کے سامنے ہے آپ قادر مطلق ہیں میری حالت اچھی کر دیجیئے اور مجھے آخرت میں رُسوا نہ کیجیئے ان کلمات کو بار بار عرض کریں۔

84341

Marfat.com

صدق اللہ و بلغ رسولُ اللہ

اور ہر وہ نعمت جو اللہ عزوجل کے تقرب کا ذریعہ نہ ہو وہ مصیبت ہے حضرت ابو حازمؒ جو اولیاء تابعین میں ہیں فرماتے ہیں مومن کو چاہیئے کہ وہ اپنی زبان کی ٹھوکر سے زیادہ بچے نسبت پاؤں کی ٹھوکر کے۔ اور فرماتے بیٹے ایسے شخص کی نہ ماننا جو تنہائی میں اللہ سے ڈرتا نہ ہو۔ عیب سے بچتا نہ ہو۔ اور بڑھاپے میں اصلاح نہ کر سکے۔ حضرت لقمان رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا آپ کا کونسا عمل آپکو زیادہ پسند ہے تو فرمایا لایعنی کا ترک۔ حضرت محمد بن کعبؒ قرظی سے منقول ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کے ساتھ خیر کا ارادہ فرماتے ہیں تو اس میں تین خصلتیں پیدا فرما دیتے ہیں ۱۔ دین میں تفقہ ۲۔ دنیا سے بے رغبتی و بیزاری اور اپنے عیوب پر نظر (حلیہ ۲/۲۰۴) اور اللہ تعالیٰ کی رضا کو وہی شخص حاصل کر سکتا ہے جسے خیال ہو کہ اللہ تعالیٰ اسے ہمیشہ ہر وقت دیکھتا ہے۔ والحمدللہ رب العلمین

Marfat.com

ایک دوسرے کی خیر خواہی کرنا

سلف صالحین کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے کہ ایک دوسرے کی خیر خواہی کرتے۔ چنانچہ جب ان کا چھوٹا کسی معاملہ میں بڑے کو نصیحت و خیر خواہی کی بات بتلاتا، یا بڑا چھوٹے کو ادب سکھاتا تو کوئی کسی سے ناراض نہ ہوتا۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، اللہ کے نزدیک کسی جوان کا بوڑھے کو نصیحت کرنا، اسی طرح بوڑھے کا جوان کو نصیحت کرنا نہایت مرغوب عمل ہے اس کے ذریعے تائب جوان اللہ تعالیٰ کا حبیب بن سکتا ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں تم کو جوانوں کی نسبت نیکی کی وصیت کرتا ہوں اس لئے کہ وہ نہایت نرم دل ہوتے ہیں، اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے مجھے بشیر و نذیر بنا کر مبعوث فرمایا۔ پس جوان تو میرے جلیس ہیں اور بوڑھوں نے میری مخالفت کی لوگوں نے اس کے متعلق اشعار لکھے جن کا ترجمہ یہ ہے۔ اگر شاخوں کو تم نرم کرو تو سیدھی ہو سکتی ہیں۔ اور اگر خشک لکڑی کو نرم کرنا چاہو تو ہر گز نرم نہ ہوگی۔ یحییٰ بن معاذ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں انسان اگرچہ دنیا میں عرصہ دراز رہے مگر جنت کی زندگی کے مقابلہ میں ایک سانس کے برابر ہے پس جو شخص ایک سانس جس کے ذریعہ وہ دائمی خوشگوار زندگی حاصل کر سکتا ہے اس کو ضائع و برباد کر دے تو بخدا وہ بہت نقصان اور خسارہ میں ہے۔

اے عزیز! ان نقل شدہ الفاظ کو یاد رکھ اور جوانی کو غنیمت شمار کر اور بڑھاپے کو کثرت استغفار سے پیوند لگا شاید اسی طرح تو اپنے دین کو کامل کر کے آخرت سنوار سکے۔ (والحمد للہ رب العلمین) (ص ۱۸۲ اخلاق سلف)

Marfat.com

ادب کی حقیقت

علماء حضرات کا اس پر اتفاق ہے کہ علو مرتبت، زیادتی ادب پر موقوف ہے اور ادب دراصل اپنے آپ میں نقص اور دوسرے کو با کمال سمجھنے کا نام ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں سب سے بڑھ کر عارف الٰہی وہ ہے جو اہل علم کی زیادہ تعظیم کرے۔ حضرت بکر بن عبداللہ مزنی رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں جب تم اپنے سے بڑے کو دیکھو تو اس کی تعظیم کرو اور یقین کرو کہ وہ تم سے پہلے ایمان لایا اور نیک عمل کئے اور اگر لوگ تمہاری تعظیم کریں تو اسے اللہ تعالیٰ کا احسان سمجھو اور یقین کر لو کہ تم اس کے قابل نہیں ہو اور اگر توہین و تنقید کریں تو جان لو کہ یہ تمہارے کسی گناہ کے سبب ہے اور اگر تم نے اپنے پڑوسی کے کتے کو پتھر مارا تو گویا اپنے ہمسایہ کو تکلیف دی۔ بدانجامی سے ہر وقت ڈرتے رہنا۔

ربیع بن خیثم رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں انسان کی روح اس خصلت پر نکلتی ہے جو اس میں قبل از موت غالب ہو۔ نیز فرماتے ہیں کہ میں ایک قریب الموت شخص کے پاس گیا تو جتنی دفعہ میں "لا الہ الا اللہ" کہتا تھا وہ اپنے درہموں کا حساب کرتا تھا۔ حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں مومن کا آخرت کیلئے خوف اور غم اس کی بصیرت کے مطابق ہوتا ہے۔

حضرت وہب بن ورد رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرف وحی نازل فرمائی کہ اپنے دل کو دھوؤ۔ ابراہیم علیہ السلام نے عرض کیا اے اللہ وہاں تک پانی نہیں پہنچتا، کیسے دھوؤں؟ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا میرے متعلق جو امور تمہارے ہاتھ سے فوت ہو گئے یا آئندہ فوت ہوں گے ان پر غم اور فکر اور ان پر افسوس کر کے اسے دھوؤ۔ اور حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں انسان اللہ تعالیٰ سے اپنی معرفت کے مقدار ڈرتا ہے۔

Marfat.com

حدیث شریف میں آیا ہے تم شب بیداری کو لازم جانو کیونکہ یہ نیک لوگوں کا طریق ہے اور اس سے قرب الٰہی حاصل ہوتا ہے اور اس سے گناہ معاف ہوتے ہیں اور انسان گناہ سے رکتا ہے اور اس سے بیماری زائل ہوتی ہے۔ اللہ سبحانہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ اسلام پر وحی نازل فرمائی کہ اے داؤد جو میری محبت کا دعویدار ہے اور جب رات ہوتی ہے تو ساری رات سوتا ہے تو وہ کاذب ہے۔ (یعنی پوری رات نہ سونا چاہئے)

حضرت بشر حافیؒ، ابو حنیفہؒ، یزید رقاشیؒ، مالک بن دینارؒ، ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ تعالیٰ مرتے دم تک تمام رات قیام کرتے رہے ہیں ایک دفعہ لوگوں نے بشر حافی رحمۃ اللہ تعالیٰ سے کہا کہ آپ رات کو ایک گھنٹہ آرام کیوں نہیں کر لیتے تو آپ نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رات کو اتنا قیام فرمایا ہے کہ آپ کے پاؤں سوج گئے اور خون بہنے لگا حالانکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے اگلے پچھلے گناہ معاف کر دیئے تھے سو میں کیوں کر سوؤں حالانکہ مجھے معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے میرا ایک گناہ بھی معاف کیا ہے یا نہیں۔

(اخلاق سلف ۹۱) والحمد للہ رب العلمین

پیدائشی جاہل پیدا ہونے والے خلیفۃ اللہ

پیدائشی جاہل پیدا ہونے والے خلیفۃ اللہ فی الارض کی جہالت ختم کرنے اور اسے علم سے مالا مال کرنے کے لئے ایک لاکھ چوبیس ہزار کم و بیش انبیاء علیہم السلام کو انسانیت کا معلم بنا کر بھیجا جبکہ انسانیت کے ان معلمین کی اپنی تعلیم و تربیت براہ راست حق تعالیٰ نے خود فرمائی تاکہ اللہ تعالیٰ سے تربیت یافتہ یہ کامل انسان نہ صرف اپنے دور کے بلکہ آنے والے انسانوں کے لئے نمونہ بن سکیں یہی تعلیمات انبیاء علیہم السلام کا اساسی اور بنیادی نکتہ تھا جو اللہ تعالیٰ کی آخری اور ابدی کتاب قرآن حکیم کے اوراق پر جا بجا موجود ہیں۔

Marfat.com

انسان ماضی کا ہو یا حال کا یا آنے والے ادوار کا اس کی ساری عظمتیں اور دونوں جہانوں کی کامیابیاں نبوی تعلیمات اور ہدایات پر عمل پیرا ہونے میں مضمر ہیں لیکن مسلمان مقصد حیات کو بھول کر راستے میں ہی الجھ گئے ہیں یعنی چاہیے تو یہ تھا کہ انسان ایک حد تک مادی ترقی کے لئے جدوجہد کرے لیکن ساتھ بھرپوری روحانی واخلاقی اقدار کی نشونما کے لئے تعلیم وتربیت بھی حاصل کرے۔ قرآن مجید میں جو چہار گانہ فرائض نبوت ذکر ہوتے ہیں ان میں تلاوت آیات کے بعد تزکیہ نفس اور تصفیہ باطن کا ذکر ہوا ہے۔

قابل غور بات ہے کہ یہ تعلیم وحکمت سے پہلے رکھا گیا ہے چنانچہ اسی سے اس کی اہمیت واضح ہو جاتی ہے کیونکہ تزکیہ سے تطہر باطن اور تعمیر کردار جیسی اعلیٰ صفات جنم لیتی ہیں اسی سے انسان اپنی ہستی میں جھانک کر سراغ زندگی پا سکتا ہے (خلاصہ تعلیمات ۱/۲۳+۲۴)

اسلام نے انسانوں کی روحانی ارتقاء کا جو راستہ بتایا ہے اس کی پہلی منزل ایمان ہے ''لا الٰہ الا اللہ'' یعنی اگر کوئی شخص یہ بات اچھی طرح سمجھ لے کہ اس کا معبود مالک اور حاکم صرف اللہ ہے تو وہ ثابت قدمی کے ساتھ روحانیت پر چل پڑے گا۔ دوسری منزل اطاعت ہے یعنی خدا کی حاکمیت کو سچے دل سے تسلیم کرنا اور اس کے ہر حکم کو ماننا۔ تیسری منزل تقویٰ ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ آدمی زندگی میں کوئی کام کرنے سے پہلے یہ سوچے کہ اُس نے اس کا اللہ کو حساب دینا ہے اور برائیوں سے اجتناب کرے اور اچھائیوں کو اپنائے روحانی ارتقاء کی آخری منزل اور اہم منزل احسان ہے اور ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی رو سے احسان یہ ہے کہ تو اللہ تعالیٰ کی عبادت ایسی کرے گویا تو اُسے دیکھ رہا ہے پھر اگر تو اُسے نہیں دیکھ رہا تو وہ تجھے دیکھ رہا ہے اس کا خلاصہ یہ کہ اسلام ہی ایک ۔ایسا مذہب ہے جو جدید دور کے تمام مادی اور روحانی تقاضوں پر پورا اُترتا ہے۔ (خلاصہ تعلیمات ۱/۳۲)

اور اس کے ساتھ ہی یہ بھی نہیں بھولنا چاہیے کہ انسان کی تمام عظمتوں کا محور ابدی

Marfat.com

روحانی اقدار ہیں روحانی اقدار سے محروم انسان۔انسان نہیں انسان نما پتلے ہیں۔ انسانی حقیقت اور انسانی روح سے خالی ہیں۔ چوپائیوں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بھی بدتر ہیں۔ انسان کو روحانی بیماریوں سے غافل نہیں ہونا چاہئے کیونکہ یہ جسمانی بیماریوں سے کہیں زیادہ خطرناک ہوتی ہیں۔ حضور ﷺ کا ارشاد گرامی ہے "التائب حبیب اللہ" گناہ سے صحیح طور پر توبہ کرنے والا اللہ کا محبوب ہوتا ہے اور عہد سے صرف نظر کرنے والوں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے منافق قرار دیا ہے یعنی منافق غدّاری کرتے ہیں۔

مادہ پرست

مادہ پرست لوگ دنیا کا کتنا بھی علم حاصل کرلیں صانع کی صحیح معرفت حاصل نہیں کرسکتے ایسے لوگ بڑے بڑے سائنس دان تو ہوسکتے ہیں بڑے بڑے فلاسفر تو کہہ سکتے ہیں مگر قرآن پاک کی زبان میں اولی الالباب نہیں ہوسکتے یعنی جو غور وفکر کر کے اللہ تعالیٰ کی معرفت تک نہیں پہنچ سکے وہ احمق ہیں انہیں دنیا کے بڑے سے بڑے علم نے بھی کچھ فائدہ نہیں دیا جس نے خدا کو پہچان کرا سکے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق اسکی عبادت نہیں کی اللہ تعالیٰ کا ذکر نہیں کیا اسکی فرمانبرداری نہیں کی وہ کیسا سکالر ہے وہ تو جاہل ہے۔اسے عقلمند نہیں کہہ سکتے عقلمند تو وہ ہیں جو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں کھڑے ہوں یا بیٹھے ہوں یا اپنی کروٹوں کے بل لیٹے ہوں۔ ہر حال میں اپنے خالق مالک کو یاد کرتے رہتے ہیں اور وہ اللہ رب العزت کی بارگاہ میں التجا کرتے ہیں اور یہی پہچان ہے ان کے عقلمند ہونے کی اور مسلمان کی اصلی حالت اطاعت ہے اور معصیت عارضی ہے اور کسی عارضے کی وجہ سے ہوتی ہے اور آوارہ مزاج انسان کی سب سے بڑی پہچان یہ ہے کہ وہ بے پردگی کی حمایت کرے گا۔

Marfat.com

لباس ظاہری کے ذریعے انسان کا بے شرمی اور عریانی سے بچاؤ

حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں سو رہا تھا، میں نے خواب میں لوگوں کو دیکھا کہ وہ میرے سامنے لائے جاتے ہیں اور وہ کُرتے پہنے ہوئے ہیں۔ان میں بعض کُرتے چھاتیوں تک ہیں اور بعض اس سے کم، اور عمر بن خطابؓ میرے سامنے بلائے گئے، ان پر ایسا کُرتا تھا جس کو وہ سمیٹ رہے تھے (یعنی بہت نیچا تھا) صحابہؓ نے پوچھا: یارسول اللہ! آپؐ اس کی تعبیر کیا دیتے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا: ''دین''

حضور اکرم ﷺ نے یہاں خواب میں قمیض دیکھنے کی تعبیر دین سے بیان کی ہے ممکن ہے یہ محبوبؐ خدا نے قرآن کریم سے استنباط کیا ہو، قرآن پاک میں ہے ''ولباس التقویٰ'' (الاعراف ۲۶) جس طرح لباس ظاہری کے ذریعے انسان بے شرمی اور عریانی سے بچاؤ حاصل کرتا ہے سردی اور گرمی سے محفوظ رہتا ہے اسی طرح دین کا لباس ہر قسم کی حفاظت کرتا ہے ۔اور جس طرح ظاہری لباس ساتر ہے ،اسی طرح تقویٰ اور دین تمام بے حیائیوں، فحشاء اور کمزوریوں کا ساتر ہے۔یعنی دین کے ذریعے انسان مکروہاتِ دنیا و آخرت سے محفوظ رہتا ہے۔ یہاں دین سے مراد اعمال صالحہ ہیں۔ (کشف الباری ۲/۱۲۳)

تین آدمی مشک کے ٹیلوں پر

حدیث شریف میں آتا ہے کہ قیامت کے دن تین آدمی مشک کے ٹیلوں پر ہونگے، ان کی کیفیت یہ ہوگی کہ اولین و آخرین ان پر رشک کریں گے' ایک ان میں سے مؤذن ہے جو دن

Marfat.com

رات میں پانچ مرتبہ نماز کی طرف لوگوں کو بلاتا ہے' دوسرا وہ امام ہے جس سے لوگ خوش ہیں اور تیسرا شخص وہ غلام ہے جو اپنے رب کا حق بھی ادا کرتا ہے اور اپنے آقاؤں کا حق بھی پورا کرتا ہے۔ (کشف الباری ۱۲۵/۲)

ایمان اور اسلام متحد نہیں

بنو اسد کے کچھ لوگ قحط سالی کے زمانے میں اپنے مویشیوں اور بچوں کو لیکر مدینہ منورہ آ گئے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آکر احسان جتلایا کہ ہم قتال کے بغیر ایمان لے آئے ہیں۔ اب ہم پریشان ہیں۔ ہماری امداد فرمایئے ان کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی "قالت الاعراب امناقل لم تؤمنوا ولکن قولوا اسلمنا" اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ایمان اور اسلام متحد نہیں ہیں اور صاف ظاہر ہے کہ ان اعراب سے ایمان کی نفی کی گئی ہے لیکن ان کے لئے اسلام کو ثابت کیا جا رہا ہے۔ یعنی ایمان تو تمہارے اندر نہیں ہے۔ البتہ تم یہ کہو کہ ہم نے اسلام قبول کیا ہے تو معلوم ہوا کہ ایمان اور اسلام ایک نہیں ہیں۔ محققین اور اکثر مفسرین کی رائے ہے کہ آیت ضعفاء المومنین کے حق میں نازل ہوئی ہے اور فرمایا "ولما یدخل الایمان فی قلوبکم" یعنی چونکہ اب تک ایمان تمہارے دلوں میں اچھی طرح نہیں رچا اور مضبوط نہیں ہوا، اس لئے گویا کہ یہ کالعدم ہے۔

ظالموں کی گرفت

اللہ تعالیٰ کی مہربانی کی وجہ سے اکثر و بیشتر مجرمین کو اس دنیا میں مہلت دی جاتی ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ لوگوں کے ظلم کی وجہ سے اُن کا مؤاخذہ کرتا تو روئے زمین پر کوئی چلنے پھرنے والا نہ

Marfat.com

چھوڑتا۔ یعنی اگر اللہ تعالیٰ گرفت کرنے پر آئے تو انسانوں کے گناہوں کا اثر جانوروں پر بھی پڑے اور وہ انسانوں کے ساتھ ہی ہلاک ہو جائیں اور ظلم کی حدود و قیود کے بارے میں فرمایا کہ یہ لفظ عام ہے۔ اور ہر چھوٹی سے چھوٹی خطا سے لے کر بڑے سے بڑے گناہ پر اس کا اطلاق ہوتا ہے۔ مثلاً اگر کسی شخص نے مسجد میں داخل ہوتے وقت دائیں کی بجائے بایاں پاؤں پہلے رکھ لیا تو یہ بھی ظلم میں شمار ہوتا ہے اور شرک بہت بڑا ظلم ہے۔ اور کافر ہی ظلم کرنے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ بسا اوقات دنیا میں بہت دیتا رہتا ہے۔ بخاری، مسلم شریف اور مؤطا امام مالکؒ کی روایت میں آتا ہے کہ جب کوئی ظالم، فاسق اور مجرم آدمی مرجاتا ہے تو جانور، درخت حتیٰ کہ ہر چیز خدا تعالیٰ کا شکر ادا کرتی ہے۔ کہ وہ ظلم کی نحوست سے چھوٹ گئے۔

تعلم و تعلیم کی تاکید و ضرورت ''بالغوا عنی ولو آیۃ''

حضرت شیخ الہندؒ حدیث الباب کی روشنی میں فرماتے ہیں کہ اگر مسئلہ کی ضرورت پیش آ گئی اور حکم معلوم نہیں تو ضروری ہے سفر کر کے عالم سے جا کر معلوم کرے اور اپنے اہل کو بھی تعلیم کرے یہ نہیں کہ سکوت کر کے بیٹھ رہے اس سے تعلم و تعلیم کی تاکید و ضرورت ثابت ہوئی۔ مطلب یہ ہے کہ احکام شرعیہ میں جہل چونکہ عذر نہیں اس لئے کوشش کر کے علم حاصل کرنا چاہیے اور اپنے گھر والوں کو بھی تعلیم دینی چاہیے (کشف الباری ۳/۵۱۴)

حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریاؒ حدیث الباب کی روشنی میں فرماتے ہیں میرے نزدیک یہ بھی ممکن ہے کہ طلب علم اگرچہ فرض ہے، لیکن اس کی فرضیت اس باب کو لازم نہیں کرتی کہ دوسری ضروریات سے آدمی بالکل فارغ ہو۔ بلکہ دوسرے مشاغل کے ساتھ بھی طلب علم درست ہے حافظ ابن حجرؒ کے کلام سے اس بات کی تائید ہوتی ہے، حافظ فرماتے

Marfat.com

ہیں۔ کہ علم کو طلب میں امر معاش سے غافل نہیں ہونا چاہیے۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی پیش نظر رہے کہ جس روز وہ مجلس علم سے غائب ہو اس روز کے آمدہ احوال کو حاصل کرنے کا انتظام کر چکا ہو، وجہ یہ ہے کہ حضرت عمرؓ کا واقعہ اس طریق میں یہ تصریح ہے کہ حضرت عمرؓ اس وقت تجارت کیا کرتے تھے (کشف الباری ۳/۵۲۳)

ذکر اللہ نعمت کی وجہ سے بلند آواز سے کرنا چاہیے

حضرت محمد بن منکدر اولیاء تابعین میں سے اونچے مقام کے محدثین میں سے ہیں صبح تہجد کیلئے اُٹھتے، وضو کرتے پھر دعا کرتے تو اللہ کی حمد وثناء بیان کر کے شکر ادا کرتے پھر ذکر کیلئے آواز بلند فرما لیتے اِن سے پوچھا گیا آپ آواز کیوں بلند کر لیتے ہیں انہوں نے کہا میرا ایک پڑوسی ہے اسے جب تکلیف ہوتی ہے تو وہ تکلیف کی وجہ سے آوازیں بلند کرتا ہے اور میں نعمت کی وجہ سے آواز بلند کر لیتا ہوں اور فرماتے کتنے ہی لوگ ہیں جو راتوں کو جاگتے ہیں تکلیف اور مصیبت کی وجہ سے جیسے کہ میرا پڑوسی اور میں ایک نعمت کی وجہ سے آواز بلند کرتا ہوں لوگ اِن کے گرد جمع ہو گئے وہ عابد زاہد آدمی تھے نماز میں مشغول تھے پھر لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا تم لوگوں نے واعظوں کو تھکا ڈالا ہے کب تک تم کو جانوروں کی طرح ہانکا جاتا رہے گا۔ اور فرماتے میرے نفس نے چالیس سال تک مشقت برداشت کی اب وہ سیدھا ہوا ہے۔ اور فرماتے فقیہہ، اللہ اور اس کے بندوں کے درمیان قاصد اور پیغام ہوتا ہے پس اسے اپنا انجام پیش نظر رکھنا چاہیے۔

حضور علیہ السلام سے گرمی کی تیزی کی شکایت

حضرت محمد بن منکدر سے منقول ہے کہ حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ ہم نے حضور

Marfat.com

سے گرمی کی تیزی کی شکایت کی کہ ہمیں تکلیف نہ ہو آپ نے فرمایا ''لاحول ولاقوۃ الا باللہ سے مدد طلب کرو اس سے کہ یہ نقصانات کے ستر ۷۰ دروازوں کو بند کر دیتی ہے، ادنیٰ ترین نقصان غم ہے اور حضرت جابرؓ ہی فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ایک شخص کو دیکھا جس کے کپڑے گندے ہو رہے تھے آپ نے فرمایا'' کہ اس کو کوئی ایسی چیز نہ ملی جس سے یہ اپنے کپڑے صاف ہی کرے۔ اور آپ نے ایک پراگندہ بال شخص کو دیکھا تو فرمایا! کیا اسے کوئی ایسی چیز نہ ملی جس سے یہ اپنا سر ٹھیک کر لیتا۔ (حلیہ ۲/۱۶۳)

حضرت جابرؓ کے سلسلہ سند سے منقول ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا'' جو شخص ایک دفعہ کہے'''' لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ . احدًا صمدًا لم یلد ولم یو لد ولم یکن لہ کفواً احداً تو اس کیلئے دو ہزار نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور جو زیادہ پڑھے اِس کیلئے زیادہ ہوں گی۔ اور ایمان والے بات چیت کے درمیان بھی ''اللّٰھم اغفر لنا'' کہا کرو اور حضرت علی بن حسینؓ فرماتے ہیں کچھ لوگ اللہ کی عبادت رغبت کی بنا پر کرتے ہیں یہ تاجروں کی سی عبادت ہے اور کچھ لوگ اس کی عبادت بطور شکر کے کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے مومن کی قوت دِل میں رکھی ہے

حضرت شمیطؒ جو اولیاء تابعین میں سے ہیں فرماتے جو شخص موت کو ہر وقت اپنی آنکھوں کے سامنے رکھے وہ دنیا کی تنگی یا وسعت کی پرواہ نہیں کرتا اور فرماتے ہیں میں نے اپنے والد صاحب سے سنا کہ اللہ تعالیٰ نے مومن کی قوت اس کے دل میں رکھی ہے۔ اس کے اعضاء میں نہیں رکھی کیا تم نہیں دیکھتے کہ بوڑھا آدمی کئی دن کا روزہ رکھتا ہے اور رات کو کھڑا نماز پڑھتا رہتا ہے اور نوجوان یہ عمل نہیں کر پاتا اور کہا جاتا ہے جو شخص فسق پر راضی ہو وہ بھی فاسق ہے اور جو شخص اس پر راضی ہو گیا کہ خدا کی نافرمانی کرے اس کا کوئی نیک عمل

Marfat.com

اٹھایانہیں جاتا (حلیہ ۲/۱۴۲)

حضرت محمد بن حنفیہ اپنے والد اور دادا کے سلسلہ سند سے نقل کرتے ہیں ! آپ ﷺ نے فرمایاتم اثمد سرمہ کولازم پکڑلواس لیے کہ یہ بال اگاتا ہے گندگی دور کرتا ہے اور بینائی کوصاف کرتا ہے (حلیہ ۲/۱۸۰) حضرت محمد بن علیؓ سے منقول ہے انہوں نے فرمایا جتنا کچھ تکبر انسان کے دِل میں داخل ہوا ہے اِتنا ہی اس کی عقل گھٹ جاتی ہے جتنا کہ تکبر داخل ہوا ہے چاہے قلیل ہو یا کثیر (حلیہ ۲/۱۸۲)

سونے اور چاندی کے پہاڑوں سے زیادہ محبوب کلمات

حضرت ابوعاصم عبید بن عمیرؒ تابعی اولیاء میں سے ہیں اور مکہ مکرمہ کے رہنے والے ہیں عابد، واعظ تھے اور کثرت سے اللہ کا ذکر کرتے اور ذکر بھی بلند آواز سے فرماتے ۔ اپنے دور کے فقیہ حضرت ابن عباسؓ اور قاری عبید بن عمیر تھے ۔ حضرت سلیمان بن کثیر حضرت عبید بن عمیر سے نقل کرتے ہیں کہ اگر تم کو گراں گزرے کہ تم رات کو جاگو اور مشقت ہو کہ مال خرچ کرو اور دشمن سے تم اپنے آپ کو عاجز پاؤ تو "سبحان اللہ وبحمدہ کا التزام کرو قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے یہ دونوں اللہ کو سونے اور چاندی کے پہاڑوں سے زیادہ محبوب ہیں ۔ اور فرماتے جب سردیاں آتیں تو قرآن والوں سے کہا جاتا تمہارا راتیں لمبی ہو گئیں تمہاری نمازوں کے لئے اور دن چھوٹے ہو گئے تمہارے روزوں کیلئے اگر رات کو گراں گزرے کہ تم نماز پڑھو اور مال کو خرچ کرنے سے بخل کرنے لگو اور دشمن کے مقابلے میں اپنے آپ کو بزدِل پاؤ تو اللہ کا ذکر کثرت سے کرو ۔ اور حضرت عبید بن عمیرؒ تابعی فرماتے اللہ سے

Marfat.com

حیاء کو مقدم رکھو لوگوں سے حیاء پر اور فرماتے اس شخص نے اپنا ایمان سچا کر دکھایا جس نے مشقت کی حالت میں اچھی طرح وضو کیا اور اس شخص نے ایمان سچا کر دکھایا جس کو خوبصورت عورت کے ساتھ تنہائی میسر آئی اور اس نے اسے اللہ کی رضا کیلئے چھوڑ دیا۔ (حلیہ ۲/۲۴۲)

حضرت عبید بن عمیرؒ فرماتے اللہ تعالیٰ بندے کی حاجتوں میں لگا رہتا ہے جب تک بندہ اس کی طرف احتیاج کرتا رہتا ہے اور فرماتے قبر کو زبان دی جاتی ہے تو وہ کہتی ہے اے آدم کی اولاد! تو کیسے بھول گیا کیا تجھے پتہ نہیں تھا کہ میں نوچنے والوں کا گھر ہوں کیڑوں کا گھر ہوں، تنہائی کا گھر ہوں، وحشت کا گھر ہوں۔ قبر والے میت سے ایسے ملتے ہیں جیسے کسی سوار سے ملا جاتا ہے اس سے حال احوال پوچھتے ہیں جب اس سے پوچھتے ہین کہ فلاں کیساتھ کیا ہوا وہ کہتا ہے کیا تمہارے پاس نہیں پہنچا؟ وہ کہتے ہیں نہیں۔ **انا للہ وانا الیہ راجعون**۔

حقیقی احکم الحاکمین اللہ ہیں

"اِنِ الْحُکْمُ اِلَّا لِلّٰہِ(انعام. ۵۷)

حکم صرف اللہ تعالیٰ کا ہوتا ہے وہ خود مختار ہے۔ وہ ایسا حاکم الحاکمین ہے جو اپنے فیصلے میں کسی کو شریک نہیں کرتا (درس ۱۲/۳۹۰) اللہ نے فرمایا۔ "وَذٰلِکَ دِیْنُ الْقَیِّمَۃِ (البینۃ ۵)" یہ مضبوط اور مستحکم دین ہے اس میں ایسی کوئی لچک نہیں کہ کوئی شخص اس کی حرام کردہ چیز کو حلال یا حلال کو حرام کر دے اس کے بتائے ہوئے حلت وحرمت کے قوانین ایسے مضبوط ہیں کہ کوئی فرد واحد، جماعت یا حکومت اِن کو تبدیل نہیں کر سکتی اس سلسلے میں ساری مخلوق عاجز ہے۔ اور اس کے کلمات کو کوئی بھی تبدیل نہیں کر سکتا (درس ۱۲/۳۹۵)

Marfat.com

عیش وعشرت

اور آخرت سے بے فکری کی زندگی گزارنے والے انسانوں کی اکثریت ہمیشہ رہی ہے۔اللہ کی رضا نہ اِن کا مقصود رہا ہے اور نہ وہ اِس کیلئے کوشش کرتے ہیں۔اور اللہ تعالیٰ غریب اہل ایمان کی تعریف فرماتے ہیں کہ وہ اللہ کی خوشنودی کے طلبگار رہتے ہیں۔یعنی "یَبْتَغُوْنَ فَضْلاً مِّنَ اللّٰہِ رِضْوَاناً" (الفتح۔۲۹) کہ وہ اللہ کا فضل اور اُس کی خوشنودی تلاش کرتے ہیں۔حضرت شاہ ولی اللہ ؒ فرماتے ہیں فضل کا معنی دنیوی زندگی اچھے طریقے سے بسر کرنے کا طور طریقہ ہے اور رضوان سے مراد خدا تعالیٰ کا قرب ہے، جسے مختلف طریقوں سے حاصل کرتے ہیں۔

اور دنیا فناء کا گھر ہے اور منزل ہے اس سے نیک بخت لوگوں نے اعراض کیا اور بدبختوں کے ہاتھوں سے یہ نکل بھاگی بس بدبخت لوگ وہ ہیں جو اِس کی رغبت رکھتے ہیں اور نیک بخت وہ ہیں جو اِس سے زہد اختیار کرتے ہیں یہ تکلیف میں ڈالنے والی ہے اس کو جو اس کی بات مانے اور ہلاک کرنے والی ہے اس کو جو اس کی پیروی کرے۔اور خیانت کرنے والی ہے اس سے جو اس کے سامنے جھک جائے اِسکا علم جہل ہے اِسکی مالداری فقر ہے اِسکی زیادتی نقصان ہے اور اس کے ایام گردش میں ہیں۔(الحمد لِلّٰہِ علیٰ ذالک ان الذین قالو اربنا اللہ ثم استقاموا) (الاحقاف.۱۳)

جن لوگوں نے کہا اللہ ہمارا رب ہے پھر اس پر ڈٹ گئے۔تصوف کی حقیقت بھی یہی ہے کہ ہزار راستوں کو چھوڑ کر حق کی رسی کو تھام لیا جائے اور بندہ یکتا و تنہا ذات کے ساتھ یکتا و تنہا رہ جاتا ہے۔

"وَالَّذِیْنَ اھْتَدَوْا زَادَھُمْ ھُدًی وَّاٰتٰھُمْ تَقْوٰھُمْ" (کہف ۹ تا ۱۲ آیت) ترجمہ: جو

Marfat.com

لوگ ہدایت کا راستہ پکڑتے ہیں اللہ تعالیٰ اِن کی ہدایت میں اضافہ کرتے اور انہیں تقویٰ کا راستہ عطا کرتے ہیں (درس ۱۲/۳۴۶) اور فرماتے ہیں "وَرَبَطْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ" اور اللہ ان کے دلوں کو مضبوط کر دیتا ہے۔ یعنی جس شخص کا تعلق اللہ کے ساتھ درست ہو جائے اللہ اُس کے دِل کو مضبوط کر دیتا ہے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا ترجمہ: یعنی جنت سے قریب کرنے والی اور دوزخ سے دور کرنے والی کوئی چیز نہیں جو میں نے تمہیں بتلا نہ دی ہو۔ لہٰذا اب غیر ضروری باتوں میں کرید کرنے کی کوشش نہ کرو۔ اور اپنے تمام امور کو اللہ تعالیٰ کی مشیت کے ساتھ ہی منسلک کرنا چاہیے یعنی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں یعنی تمہارے چاہنے سے کوئی بات (کوئی کام) نہیں بنتی جب تک کہ اللہ نہ چاہے (درس ۱۲/۳۸۴)

امور تین طرح پر ہوتے ہیں

ایک وہ جس کا اچھا ہونا واضح ہو چکا ہو۔ تو اس کی پیروی کرو۔ اور ایک وہ جس کا برا یا حرام ہونا واضح ہو چکا ہو۔ اس سے بچو اور ایک وہ جس میں معاملہ مختلف ہو گیا ہو۔ اس کو اللہ کی طرف لوٹاؤ۔ اور اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میں بندوں کو اُن کی عقلوں کے مطابق نوازتا ہوں (حلیہ ۲/۲۱۲)

کسب اعمال انسان کے اپنے اختیار میں ہے

اللہ تعالیٰ نے حق کو واضح کر دیا ہے اور اب وہ کسی کو صحیح راستہ اختیار کرنے پر مجبور نہیں کرتا۔ اے پیغمبر ﷺ آپ کہہ دیں کہ حق تمہارے رب کی طرف سے ہے۔ وحی الٰہی کتاب دین، شریعت، احکام سب تمہارے پروردگار کی طرف سے ہے ان میں کسی نبی کا ذاتی دخل نہیں ہے۔ "فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ" پس جس کا جی چاہے

Marfat.com

ایمان قبول کرے اور جس کا جی چاہے کفر کا راستہ پکڑے دین میں جبر نہیں ہدایت اور گمراہی کا راستہ واضح ہو چکا اللہ نے اسے انسانوں کے اختیار پر چھوڑا ہے کہ وہ کون سا راستہ اختیار کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی (علیہ السلام) کو بھی فرمادیا "لَسْتَ عَلَيْهِمْ بِمُصَيْطِرٍ" (الغاشیۃ ـ ۲۲) آپ لوگوں پر داروغہ تو نہیں ہیں جو انہیں ایمان لانے پر مجبور کر دیں گے آپ تبلیغ دین کا کام کرتے ہیں۔ اور قبولیت ہدایت کی ذمہ داری انہی کو سونپ دیں وہ خود اس کے ذمہ دار ہیں اگر چہ ہر چیز کی توفیق اللہ کی طرف سے ہی ہوتی ہے مگر اللہ تعالیٰ نے انسان کو اس حد تک اختیار دے دیا ہے کہ وہ اپنی مرضی سے جونسا راستہ چاہے اختیار کرے اللہ تعالیٰ انسان کو تمام قویٰ عطا کر کے اور اپنی معرفت کے تمام ذرائع مہیا کر کے اُس کا امتحان لینا چاہتا ہے اور امتحان کیلئے ضروری ہے کہ جس کا امتحان مطلوب ہے اس کو خاص حد تک اختیار بھی دیا جائے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے کسب اعمال انسان کے اپنے اختیار میں رکھا ہے۔

البتہ اللہ نے اس سے بھی آگاہ فرمایا "اِنَّا اَعْتَدْنَا لِلظّٰلِمِيْنَ نَارًا يَقِيْنًا" ہم نے تیار کر رکھی ہے ظالموں کیلئے آگ جو لوگ ظلم کا راستہ اختیار کریں گے تو پھر اُن کی قسمت میں دوزخ کی آگ ہوگی۔ جس کے متعلق حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ وہ دنیا کی آگ سے ستر گنا تیز ہوگی۔ اور سورۃ محمد میں فرمایا کہ دوزخیوں سے کہا جائیگا۔ یہ کھولتا ہوا پانی پی کر اپنی پیاس بجھالو۔ مگر جونہی وہ اس کا ایک گھونٹ حلق سے نیچے اتاریں گے تو وہ اُن کی آنتیں کاٹ کر نیچے پھینک دیگا۔ پھر اُن کو دور سے جنتیوں کا حال بھی دکھایا جائے گا کہ دیکھو وہ کیسے آرام میں ہیں جہاں انہیں ہر طرح کی نعمت میسر ہے۔ یعنی دنیا میں جن لوگوں نے رسولوں کی تابعداری کی اور اُن کے بتائے ہوئے راستے پر چل نکلے۔ اور نیک اعمال بھی انجام دیئے۔ تو اللہ فرماتے ہیں ہم اُن کے اعمال ضائع نہیں کرتے (درس ۴۰۶/۱۲) الحمد للہ)

Marfat.com

جو آدمی اللہ تعالیٰ کے تمام انعامات کو اللہ تعالیٰ کے فضل کی طرف منسوب کرنے کی بجائے اسے اپنے ذاتی کمال کا نتیجہ جانے اور کفر و شرک جو بجائے خود ظلم ہے جسے اختیار کر رکھا ہو اس کے علاوہ اِس کے دماغ میں غرور و تکبر کا نشہ بھی موجود ہو اور اپنے غریب بھائی جو مسلمان ہے حقارت کی نگاہ دیکھتا ہو اور خدا کی قدرت پر یقین نہیں رکھتا۔ اور اپنی بڑائی کا اظہار کرتا ہے یہ ساری چیزیں اپنی جان پر ظلم کرنے کے مترادف ہیں۔ جس کا وبال اِسی کی جان پر پڑیگا۔

اعمال اُخروی کو امور دنیوی پر مقدم رکھنا

سلف صالحین اعمال اُخروی کو امور دنیوی پر مقدم رکھتے۔ یعنی صبح کی نماز کے بعد وظیفہ کو تمام کاموں پر مقدم سمجھتے جیسا کہ سردیوں کی راتوں میں لحاف میں سونے پر تہجد کو ترجیح دیتے اور جو اس قاعدہ کا پابند نہ ہو اس کی ہمت دنیا ہی سے وابستہ ہو وہ سلوک سے خارج ہے۔

محمد بن یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے اپنے نیک دوست پر خرچ کر کیونکہ وہ تیرے وارثوں سے حق میں زیادہ مفید ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ تیرا دوست تیرے واسطے دعا کرے گا جب کہ تو قبر میں مٹی کی تہوں کے تلے نیچے پڑا ہوگا یہاں تک کہ ممکن ہے اس کی دعا کی بدولت تو قبر سے بالکل صاف نکلے گا اور تجھ پر کوئی گناہ نہ ہو۔ لیکن وارث مال کو تقسیم کریں گے اور تجھے یاد بھی نہیں کریں گے اور نہ تیرا احسان مانیں گے۔

رسول اللہ ﷺ فرماتے قبروں کی زیارت کرو کیونکہ وہ تمہیں آخرت کی یاد دلائیں گی سلف صالحین ہر رات کو مسلمانوں کی قبروں پر جاتے۔ یہ عادت آجکل بہت کم ہو گئی ہے۔ اور اگر چلے بھی جائیں تو بھی ان کے دلوں پر اثر یا عبرت نہیں ہوتی بلکہ محض ایک عادت کے طور پر چلے جاتے ہیں۔ حضرت ہشام دستوائی رحمہ اللہ تعالیٰ جب قبرستان کو دیکھتے اور گھر

Marfat.com

واپس آجاتے تو کئی دن چراغ روشن نہ کرتے اور فرماتے میں اس سے قبر کا اندھیرا یاد کرتا ہوں۔ ابو داؤدؒ فرماتے ہیں تمہارے اعمال مردوں کو دکھلائے جاتے ہیں پس وہ کبھی خوش ہوتے اور کبھی ناراض اور فرماتے اے اللہ! میں تجھ سے ایسے عمل کرنے سے پناہ چاہتا ہوں جن سے میرے مردہ بزرگ دوسرے مردوں میں شرمندہ ہوں (سلف صالحین ص ۱۱۰)

انبیاء علیہم السلام کا فرض منصبی

"وَمَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّا مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ"

اور نہیں بھیجتے ہم رسولوں کو مگر اس لئے کہ وہ فرمانبرداروں کو اچھے انجام کی خوشخبری سنادیں اور نافرمانوں کو ان کے برے انجام سے ڈرادیں تمام۔ کافر۔ مشرک۔ بداعمال اور بداخلاق منافق لوگ جان لیں کہ وہ نہایت ہی برے انجام سے دوچار ہونے والے ہیں اور انبیاء علیہم السلام کا یہی اصل فرض منصبی ہے نہ کہ لوگوں کی بیہودہ فرمائشیں پوری کرنا اللہ ارشاد فرماتے ہیں "وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ ذُكِّرَ بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ فَاَعْرَضَ عَنْهَا" اُس شخص سے بڑا ظالم کون ہے جسے اُس کے پروردگار کی آیتوں کے ساتھ نصیحت کی جائے تو وہ اُن سے اعراض کرے۔ آیات میں احکام دلائل، معجزات اور نشانیاں سب کچھ شامل ہے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کی یہ تمام چیزیں پیش کی جائیں اور وہ پھر بھی اِن سے اعراض اور روگردانی کرے تو وہ بڑا ہی ظالم اور نامراد ہے۔ اُس نے اپنی برائی پر کبھی نگاہ ہی نہیں ڈالی اور اس طرح آیاتِ الٰہی کو فراموش کر دیا۔ اصل میں یہ وہ لوگ ہوتے ہیں جو عیش و عشرت اور بے حیائی میں اندھے ہو چکے ہوئے ہیں اور سوچنے سمجھنے کی صلاحیت سے محروم ہو چکے ہوتے ہیں۔ اللہ نے ان کے دلوں پر مہریں لگادی ہیں اور ان کے دلوں پر زنگ چڑھ گیا ہے۔ یہ آیاتِ الٰہی سے اعراض کا نتیجہ ہے کہ وہ ہدایت سے یکسر محروم ہو چکے ہیں۔

Marfat.com

صوفیاء حضرات کی عملی زندگی

حضرت شیخ محمد مغربی جو حضرت شیخ جلال الدین سیوطی کے شیخ ہیں ایک دفعہ اِن کے پاس سلطان قائتبائی آیا آپ اُس وقت خشک روٹی پانی میں تر کر کے کھا رہے تھے اس نے آپ کی خدمت میں ایک ہزار دینار پیش کیئے تو یہ فرما کر اسے لوٹا دیا کہ مجھے اس کی ضرورت نہیں اور اس کو شعر سنایا جس کا ترجمہ یہ ہے "تو ایک لقمہ اور ایک گھونٹ پانی پر قناعت کر اور معمولی کپڑا پہن اور اپنی عقل سے کہدے کہ بہت سے بادشاہ دنیا سے کوچ کر چکے۔ بادشاہ کو یہ سن کر نہایت عبرت ہوئی اور اس پر گریہ طاری ہو گیا۔ پھر اپنے دینار اُٹھا لیئے (اخلاق سلف ص ۱۶)

انسانیت کی فضیلت

اللہ تعالیٰ نے انسان کو جو فضیلت بخشی ہے وہ دو قسم سے ہے فضیلت عامہ تو عام بنی نوع انسان کو حاصل ہے جس میں اہل ایمان اور کافر مشرک سب شامل ہیں جبکہ فضیلت خاصہ اللہ نے اپنے خاص بندوں کو عطا فرمائی ہے حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو عقل جیسی عظیم نعمت عطا کر کے اسے باقی مخلوق پر فضیلت بخشی ہے حدیث شریف میں آتا ہے کہ اللہ نے عقل کو پیدا کر کے فرمایا میں جو کچھ بھی انسان کو دوں گا تیری وجہ سے ہی دونگا اور تیری وجہ سے ہی مؤاخذہ کروں گا تو گویا انسان عقل کی وجہ سے ہی مکلف ہے۔

امام شاہ ولی اللہ انسان کی تعریف میں فرماتے ہیں انسان وہ ہستی ہے جو غور و فکر کرتی ہے اور کام کاج کے لئے آلات استعمال کرتی ہے خورد و نوش میں ہاتھوں کا استعمال بھی انسان کی ہی خصوصیت ہے دیگر جانور اور پرندے اپنی خوراک منہ سے کھاتے ہیں جب کہ

Marfat.com

یہ شرف صرف انسان کو حاصل ہے کہ وہ ہاتھوں سے پکڑ کر خوراک منہ میں ڈالتا ہے امام ابو یوسف خلیفہ ہارون الرشید عباسی کے دور میں چیف جسٹس کے عہدے پر فائز تھے آپ متقی، محدث اور فقیہہ تھے آپ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے فرماتے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ ہم نے انسان کیلئے انگلیاں بنائی ہیں اور ہم نے اولاد آدم کو فضیلت بخشی ہے۔ لہٰذا انگلیوں کے ساتھ کھانا کھانا ہی انسان کا کمال ہے اور ایک حدیث شریف میں یہ بھی آتا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تین انگلیوں سے کھانا تناول فرماتے تھے اور انسان کے شرف کی یہ وجہ بھی ہے اللہ تعالیٰ نے اِسے اپنے دستِ قدرت سے پیدا فرمایا اور جسمانی اور روحانی کمالات عطا فرمائے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے انسان کو حسنِ صورت بھی عطا فرمائی ہے روئے زمین کی تمام مخلوق میں انسان خوبصورت ترین ہستی ہے۔ اور فرمایا "لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْٓ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ" ہم نے انسان کو بہترین شکل وصورت عطا کی۔ اور انسان کو کمال درجے کا متمدن بنایا ہے یہ نظافت پسند ہے اور طہارت اس کی فطرت میں داخل ہے۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کی روح میں نورِ معرفت کا مادہ بھی رکھا ہے۔ جس سے خدا تعالیٰ کی معرفت حاصل ہوتی ہے اللہ نے مردوں کیلئے داڑھی اور عورتوں کیلئے بالوں میں حسن رکھا ہے۔ یہ عام انسانوں کی فضیلت کی باتیں ہیں جن میں مومن کافر برے بھلے کی تمیز نہیں ہے۔ پھر اللہ نے یہ روحانی شرف بھی بخشا کہ بنی نوع انسان میں نبوت کا سلسلہ رکھا۔ اپنے رسول اور کتابیں بھیجیں خدا کے مقرب بندے۔ اولیاء بھی ان کی طرف روحانی تربیت کیلئے آتے رہے۔ اللہ نے انہیں ایمان اور اسلام کی دولت سے مشرف کیا۔ آداب اور اخلاق سکھائے۔

مفسرین کرام فرماتے ہیں کہ اس تمام تر عزت وشرف کے باوجود انسان کو حقیقی

Marfat.com

عزت و تکریم اس وقت حاصل ہو گی جب وہ اپنے خالق و مالک کے قانون کی پابندی اختیار کرے گا اللہ کے ہاں کامیابی انہی کو حاصل ہو گی جو اللہ تعالیٰ پر صدق دِل سے ایمان لائیں گے قیامت پر یقین رکھیں گے، انبیاء علیہم اجمعین پر ایمان لائیں گے اور اتباع انبیاء کے پابند رہیں گے اور فرمایا جو ایمان اور نیکی سے خالی ہوں گے وہ نہایت ہی پستی میں چلے جائیں گے۔

دنیا داروں کی مذمت

حضرت عبید اللہ بن شمیطؒ جو اولیاء تابعین میں سے ہیں فرماتے ہیں میں نے اپنے والد صاحبؒ سے سنا فرماتے تھے دنیا والوں کو ہمیشہ پیٹ کی فکر، سمجھ بوجھ بہت کم، ان کی ساری کوشش پیٹ۔ شرمگاہ اور چمڑی کیلئے ہیں دنیا دار کہتا ہے کہ کب صبح ہو کہ کھاؤں، پیوں، کھیل کود اور مستی کروں اور کب شام ہو کہ سو رہوں۔ رات کے مردار، دن کے سرکار اور اس کے مقابلے میں ایمان والے کیلئے فرماتے دنیا سے روزہ رکھ لو! افطاری کا انتہائی وقت موت کو بنا لو (حلیہ ۲/۱۴۰)

حضرت عبید بن شمیط بن عجلان جو اولیاء تابعین میں سے ہیں فرماتے ہیں میں نے اپنے والد سے سنا اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی کہ منافق کو دیکھے! مجھے دھوکے دیتا ہے میں بھی اسے ڈھیل دیتا ہوں میرا ذکر بھی زبان کے کنارے سے کرتا ہے جبکہ دِل اس کا مجھ سے بیزار ہے۔ اور حضرت شمیطؒ سے پوچھا گیا کیا منافق روتا ہے؟ انہوں نے فرمایا اس کی آنکھیں روتی ہیں دل نہیں۔ اور فرماتے بدترین بندہ وہ ہے جو عبادت کیلئے پیدا کیا گیا اور اسے ہوائے نفسانی نے عبادت سے روک دیا۔ اور تھوڑی دنیا پر تم قناعت نہیں کرتے اور زیادہ پر تم شکم سیر نہیں ہوتے اور وہ شخص آخرت کیلئے کیا تیاری کرے گا جس کی دنیا سے خواہشات پوری ہونے کو نہ آ رہی ہوں (حلیہ ۱/۱۴۱)

Marfat.com

عرش عظیم اور جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ

حضور علیہ السلام نے فرمایا کیا میں تمہیں عرش اور جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ نہ بتاؤں؟ اور وہ ہے "لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ" یعنی برائی سے بچنے اور نیکی کرنے کی توفیق نہیں ہے جب تک اللہ نہ چاہے ایک روایت میں آتا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی بندے پر انعام کرے تو اسے یوں کہنا چاہیے "مَا شَآءَ اللّٰہُ لَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ" یہ کلمات کہنے سے اللہ تعالیٰ اُسے حوادثات اور پریشانیوں سے محفوظ رکھے گا کیونکہ ایسا بندہ اخلاص کے ساتھ عقیدہ توحید پر کاربند ہے اور سارے معاملات کو اللہ تعالیٰ کی طرف تفویض کرتا ہے اللہ تعالیٰ پر توکل کا یہ کمال درجے کا کلمہ ہے۔

بادل میں سے آواز میں فلاں باغ کو سیراب کروں گا

ایک شخص ایک بے آب وگیاہ جگہ میں تھا اس نے بادل میں سے کڑک کی آواز سنی اور اس میں ایک بات سنی کہ میں فلاں کے باغ کو سیراب کروں گا۔ اس کا نام لے کر پھر وہ بادل آیا اور غلہ بونے کیلئے رکھے ہوئے برتن پر برسا پھر وہ وادی کے دو کناروں کو آیا اس کے کناروں کو گیا اور سارا پانی برسا دیا۔ وہ آدمی بادل کے ساتھ ساتھ چلا یہاں تک کہ ایک شخص کے پاس پہنچ گیا جو اپنے باغ میں کھڑا سیراب کر رہا تھا اس نے پوچھا۔

Marfat.com

اللہ کے بندے! تیرا کیا نام ہے اس نے کہا آپ کیوں پوچھ رہے ہیں؟ میں فلاں ہو۔اس نے کہا کہ میں نے اس پانی والے بادل کو سنا کہ فلاں کے باغ کو سیراب کروں گا تمہارا نام لے کر۔تم کیا کرتے ہواس میں جب تم کاٹ چکتے ہو؟اس نے کہا! جب تم نے یہ پوچھ ہی لیا تو میں بتاتا ہوں۔کہ میں اس کے تین حصہ کردیتا ہوں ایک ثلث میرے اور میرے گھر والوں کیلئے ایک ثلث میں دوبارہ کھیت میں ہی لوٹا دیتا ہوں اور ایک ثلث مساکین، مانگنے والے اور مسافروں اور حاجتمندوں میں خرچ کرتا ہوں۔"فَاِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ وَاِلٰی رَبِّکَ فَارْغَبْ." (الم نشرح) حضرت مجاہد بن جبیرؒ جو اولیاء تابعین میں سے ہیں اس آیت کی تفسیر فرماتے ہیں یعنی ارشاد فرمایا"جب آپ دنیاوی کاموں سے فارغ ہو جائیں تو نماز میں مشغول ہو جائیں اور اپنی نیت کو خالص اللہ تعالیٰ کیلئے کرتے ہوئے اسی کی طرف رغبت کا اظہار کریں (حلیہ ۲/۲۵۴) اور آدمی کثرت سے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والوں میں سے اس وقت تک نہیں ہوسکتا۔جب تک کہ وہ کھڑے ہونے کی حالت میں بیٹھنے کی حالت میں اور لیٹنے کی حالت میں اللہ تعالیٰ کا ذکر نہ کرے۔

نیکی کے باعث اولاد کا نیک ہونا

حضرت مجاہد بن جبیرؒ کا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ آدمی کی نیکی کے باعث اس کی اولاد اور اس کی اولا کی اولاد کو نیکوکار بناتے ہیں اور مجاہدؒ نے مزید فرمایا! کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمایا کرتے تھے۔مومن کیلئے خوشخبری ہے پھر مومن کیلئے خوشخبری ہے اللہ تعالیٰ اسے کس طرح ایسے آدمی کا خلیفہ بناتے ہیں جو نیکی چھوڑ کر اس دنیا سے گیا ہے۔(حلیہ ۲/۲۵۶)

Marfat.com

حقیقی صبر جس پر ثواب کا وعدہ ہے

حضرت مجاہدؒ ہی فرماتے ہیں حقیقی صبر (جس پر ثواب کا وعدہ ہے) وہ صبر ہے جو کسی صدمے کی ابتداء میں ہو۔ اور فرماتے علم دین کو آرام پسند اور متکبر آدمی نہیں حاصل کر سکتا ہے۔

سب سے زیادہ مالدار

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے باری تعالیٰ سے سوال کیا۔ آپ کے بندوں میں سب سے زیادہ مالدار کون ہے باری تعالیٰ نے ارشاد فرمایا! میرے بندوں میں سب سے زیادہ مالدار وہ شخص ہے۔ جو اس پر قناعت کرے جو اسے دیدیا جائے اور مزید کی ہوس نہ کرے۔ پھر سوال کیا! آپ کے بندوں میں سب سے زیادہ درست فیصلہ کرنے والا کون ہے؟ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا جو شخص لوگوں کے لئے بھی وہی فیصلہ کرے جو اپنے لئے کرتا ہو۔ پھر سوال کیا آپ کے بندوں میں سے زیادہ علم رکھنے والا کون ہے؟ ارشاد باری ہوا میرے بندوں میں سے مجھ سے سب سے زیادہ ڈرنے والا (حلیہ ۲/۲۶۳)

وحدت الوجود

وحدت الوجود کا صحیح عقیدہ یہ ہے کہ تمام چیزوں کا قیم صرف خدا تعالیٰ ہے (الحمدللہ)۔

انسان کی ابدی فلاح کا دارومدار اس کی دیانت۔ وامانت، اخلاق اور عقیدے پر ہے۔ اللہ کے نزدیک نبوت ورسالت کیلئے معیار مال و دولت یا اعلیٰ خاندان نہیں۔ بلکہ اعلیٰ

Marfat.com

اخلاق، بلند کردار اور کمال صلاحیت ہے اللہ نے انہی اوصاف کی بناء پر حضور علیہ السلام کو اپنا آخری نبی منتخب فرمایا ہے لہٰذا کفار و مشرکین کو اس تقسیم خداوندی پر اعتراض کا کوئی حق نہیں پہنچتا۔

انسان کی حالت تو یہ ہے کہ وہ بڑا تنگدل واقع ہوا ہے۔ انسان فطرۃً خودغرض، اقتدار پسند مفاد پرست اور حریص واقع ہوا ہے یہ دنیا کے مال و جاہ ہی کو پسند کرتا ہے حالانکہ اللہ کا فرمان یہ ہے کہ دُنیا تو ہم نیک و بد سبھی کو دیتے ہیں۔ یہ دُنیا کا حاصل ہو جانا کچھ وقعت نہیں رکھتا اور نہ ہی یہ اللہ تعالیٰ کی محبوبیت کی علامت ہے انسان کی ابدی فلاح کا دارومدار اس کی دیانت و امانت، اخلاق اور عقیدے پر ہے اور یہ وہ چیزیں ہیں جنہیں اکثر لوگ نظر انداز کر جاتے ہیں۔ رشتہ کرنا ہو تو ہمیشہ مال و دولت اور جاہ اقتدار پر نظر ہوتی ہے۔ اخلاق و دیانت اور ایمانداری کو کوئی نہیں پوچھتا۔ کامیابی کا معیار تو اللہ نے انبیاء علیہ السلام کے ذریعے ظاہر کیا ہے۔ مگر اس کی طرف بہت کم لوگ توجہ دیتے ہیں۔ اکثریت دنیا کی رنگینیوں میں پھنس کر رہ جاتے ہیں۔ اور آخرت کو بھول جاتے ہیں (درس ۱۲/۲۸۷)

بشر حافیؒ فرماتے ہیں ہمارے اقوال تو زاہدوں جیسے ہیں اور اعمال منافقوں جیسے کثرت استغفار کی کرنا چاہیے اور حضرت حاتم اصمؒ فرماتے ہیں اگر تم اللہ سبحانہ تعالیٰ کی نافرمانی کرو اور دیکھو کہ اس کے انعام برابر آ رہے ہیں تو اس سے ڈرو کیونکہ یہ استدراج ہیں اور اسلاف کی یہ حالت تھی کہ صغائر کو اتنا بڑا جانتے تھے جتنا تم کبائر کو نہیں جانتے۔ اور آدمی کے برا ہونے کو یہی کافی ہے کہ وہ خود نیک نہ ہو پھر نیک لوگوں کو برا کہے (مالک بن دینار) اور فاسقین کی دوستی اور ان کے اعمال پر نظر رکھنے سے بڑھ کر اور کوئی چیز مضر نہیں اور حضرت یحیٰی بن معاذ فرماتے ہیں اپنی حالت پر غور کر کیا تو کسی سے محض اللہ کے لئے موافقت رکھتا ہے اور تجھے کسی سے محض اللہ کیلئے عداوت ہے یا محض نفسانی آرزو کیلئے ہی دوستی یا دشمنی کرتا

Marfat.com

ہے یا خفا ہوتا ہے اگر ایسا ہے تو پھر تو اپنے اوپر رو اور دن رات استغفار کر۔

میمون بن مہرانؒ فرماتے ہیں اگر کوئی کسی پر ظلم کرے اور اس سے سبکدوشی حاصل کرنے کا موقع ہاتھ سے جاتا رہا تو اسے چاہیے کہ ہر نماز کے بعد مظلوم کے لئے استغفار کرے انشاءاللہ اس سے بچاوے کی اُمید ہے۔

ابو ہریرہؓ کی وفات کا وقت آیا تو روئے لوگوں نے دریافت کیا کیوں روتے ہو انہوں نے فرمایا، لمبے سفر، قلت توشہ۔ کمزوری اعتقاد اور پل صراط سے دوزخ میں گرنے سے ڈرتا ہوں۔

سفیان ثوریؒ فرماتے ہیں بنی اسرائیل میں سات سال قحط رہا یہاں تک کہ لوگوں نے مردار اور بچے بھی کھالئے پہاڑوں پر جاتے اور گڑ گڑا کر التجا کرتے لیکن قبول نہ ہوتی آخر کار موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی نازل ہوئی کہ انہیں کہہ دو، اگر وہ عبادت کرتے کرتے خشک کوڑے کی مانند ہو جائیں تو بھی دعا قبول نہ کروں گا جب تک لوگوں کے حقوق واپس نہ کریں گے (اخلاق سلف ص ۷۵)

کعب الاحبارؒ فرماتے ہیں۔ جو عورت کی تکالیف پر صبر کرے اللہ تعالیٰ اُسے ایوب علیہ السلام جتنا اجر دے گا۔ اور جو عورت اپنے خاوند کے ظلم پر صابر ہو تو اللہ تعالیٰ اِسے حضرت آسیہ بنت مزاحم جتنا ثواب دے گا انشاءاللہ حضرت ابو بکر صدیقؓ فرماتے ہیں۔ کوئی مسلمان کسی مسلمان کو حقیر نہ جانے کیونکہ مسلمان اللہ تعالیٰ کے نزدیک بڑی شان والا ہے اور حضرت عکرمہؒ کہتے ہیں خبردار کسی عالم دین کو ایذا نہ دینا، کیونکہ جس نے عالم کو ایذا دی اس نے رسول اللہ ﷺ کو ایذا دی (اخلاق سلف ص ۷۸) والحمد للہ رب العلمین

Marfat.com

دُنیا طلبی یا قیامت کے بھاری دن کو پس پشت ڈالنے والے

"بَلْ تُؤْثِرُوْنَ الْحَیٰوۃَ الدُّنْیَا" تم تو دنیا کی زندگی کے پیچھے بھاگ رہے ہو۔ مگر حقیقت یہ ہے "وَالْاٰخِرَۃُ خَیْرٌ وَّ اَبْقٰی" کہ آخرت ہی بہتر اور ہمیشہ رہنے والی ہے۔ (سورہ اعلیٰ)۔ یہ لوگ جلدی کی زندگی یعنی دُنیا کے اور دوسری جگہ ارشاد فرمایا "اِنَّ ھٰٓؤُلَآءِ یُحِبُّوْنَ الْعَاجِلَۃَ وَیَذَرُوْنَ وَرَآءَ ھُمْ یَوْمًا ثَقِیْلًا" متاع کو پسند کرتے ہیں اور قیامت کے بھاری دن کو پس پشت ڈال رکھا ہے۔ تو فرمایا جو شخص اِس جلدی والے گھر (یعنی دنیا) کو پسند کرتا ہے تو ہم اس کیلئے اس میں جلدی کرتے ہیں جو ہم چاہتے ہیں (سورۃ الدھر) مطلب یہ کہ جب کوئی دنیا طلب کرتا ہے تو ہم اپنی منشاء کے مطابق مطلوبہ چیز میں سے دے دیتے ہیں۔ اور ساتھ یہ بھی فرمایا کہ ہم ہر طلب گار کو عطا نہیں کرتے بلکہ اُسے عطا کرتے ہیں جس کو ہم چاہتے ہیں۔

ظاہر بات یہ ہے کہ دین تو جبھی حاصل ہوگا جب وہ پورے حقوق ادا کرے گا مگر دنیا میں رزق کی تقسیم کسی کی طلب پر موقوف نہیں بلکہ یہ مصلحت خداوندی کے تابع ہے اگر اللہ تعالیٰ روزی کے دروازے سب کیلئے یکساں کشادہ کر دیتا ہے تو سب کے سب بغاوت پر اُتر آتے بلکہ اللہ تعالیٰ رزق کا نزول ایک خاص اندازے اور مصلحت کے مطابق کرتا ہے۔ فرمایا جو شخص صرف دنیا کا طالب ہے اُسے یہاں تو کچھ نہ کچھ مل جاتا ہے اور پھر اُس کے لئے جہنم تیار کرتے ہیں جس میں داخل ہوگا ان حالات میں کہ مذمت کیا ہوا اور دھکیلا ہوا ہوگا۔ اسے نہایت ذلت ورُسوائی کے ساتھ گھسیٹ کر جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔

Marfat.com

اور جو کوئی آخرت کا ارادہ رکھتا ہے یعنی آخرت میں بہتری چاہتا ہے اور وہ محض خواہش کا اظہار کر کے ہی نہیں بیٹھ جاتا بلکہ "وسعیٰ لھا سعیھا" آخرت کے حصول کیلئے حتیٰ الامکان کوشش بھی کرتا ہے اور وہ ہے بھی ایماندار اللہ کی وحدانیت پر یقین رکھتا ہے اس کے رسولوں اور کتابوں کو تسلیم کرتا ہے۔ اور معاد پر اس کی نظر ہے تو ایسے لوگوں کے متعلق فرمایا کہ اُن کی سعی ضرور ٹھکانے لگے گی اور وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو جائیں گے اللہ تعالیٰ ان کی کوشش کو ضائع نہیں ہونے دیں گے۔

حضرات مفسرین امام ابوبکر جصاص محمد ابن عجلان راوی سے حدیث نقل کرتے ہیں کہ جس میں یہ تین باتیں نہ ہوں وہ جنت کا مستحق نہیں ہوگا پہلی چیز نیت صحیحہ ہے دوسری چیز ایمان صادق ہے اور تیسری چیز عمل مصیب، یعنی درست عمل ہے۔ اور درست عمل وہی ہوگا جو سنت کے مطابق ہوگا۔ اگر کوئی اچھا عمل بھی بدعت کے طریقے پر انجام دیا گیا تو وہ مفید نہیں ہوگا بلکہ اُلٹا وبالِ جان بن جائے گا۔ اللہ کے عذاب سے امن اُن لوگوں کو حاصل ہوگا اور ہدایت یافتہ وہ تصور کیے جائیں گے جو ایمان لائے اور پھر اس ایمان میں کفر و شرک کی ملاوٹ نہ ہونے دی حضور علیہ السلام کا فرمان مبارک ہے ترجمہ یعنی جس نے کوئی ایسا کام کیا جو ہمارے طریقے کے مطابق نہیں ہے تو وہ ناقابل قبول ہے اس کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔

(درس ۲۷+۵/۷/۱۲)

"مشتبہات" سے کیا مراد ہے؟

علامہ خطابیؒ فرماتے ہیں کہ یہ امور ایسے ہیں جو کچھ لوگوں پر تو مشتبہ رہتے ہیں اور کچھ پر نہیں یہ مطلب نہیں ہے کہ یہ امور فی ذاتہا مشتبہ ہیں اور اصول شریعت میں ان کا کوئی بیان نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کا حکم بیان فرما دیا ہے اور دلیل بھی قائم فرماتے

Marfat.com

ہیں لیکن چونکہ بیان کبھی تو جلی ہوتا ہے اور تمام لوگ اُسے جان لیتے ہیں اور کبھی خفی ہوتا ہے خاص خاص علماء ہی اُسے جان سکتے ہیں یعنی صاحب بصیرت جو اصولِ فقہ میں مہارت رکھنے والے، نصوص کے معانی کا صحیح ادراک کرنے والے قیاس استنباط اور کسی شے کو اس کی نظیر و مثل پر رد کر سکنے والے ہوں اس لئے اِن امور میں شبہ اور اشتباہ پیدا ہو جاتا ہے۔

حضرت علامہ خطابیؒ فرماتے ہیں کہ جس شخص کو اس قسم کا اشتباہ پیش آئے اُس کو شک دور ہونے تک توقف کرنا چاہیے اور بغیر انشراح کے اقدام نہیں کرنا چاہیے، کیونکہ بغیر احتیاط کے اگر اقدام کر لیا جائے تو ممکن ہے وہ کسی حرام میں پھنس جائے۔ خلاصہ یہ کہ ان امور کا مشتبہ ہونا اضافی ہے یعنی ان لوگوں کیلئے جو حکم سے ناواقف ہیں اس سے حضرت علامہ فرماتے ہیں کہ ناواقف شخص بغیر بصیرت و انشراح کے اقدام نہ کرے اگر بصیرت موجود ہو تو وہ اقدام کر سکتے ہیں (کشف الباری ۲/۶۸۲) بعض علماء فرماتے ہیں "مشتبہات" سے یہاں وہ مباح امور مراد ہیں جن سے بچنا اور احتیاط کرنا اچھا ہے یعنی سادہ اور کھردری زندگی گزارنے کے عادی رہنا (واللہ اعلم)

کیا علم باطن علم ظاہر سے افضل ہے؟

بعض لوگوں نے کہا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام شریعت یعنی ظاہر کے عالم تھے اور حضرت خضر علیہ السلام باطن کے عالم تھے ظاہر کے عالم کو باطن کے عالم کا شاگرد بننے کیلئے کہا جارہا ہے اور ان سے علم حاصل کرنے کا حکم دیا جارہا ہے معلوم ہوا کہ علم باطن یعنی علم طریقت علم ظاہر یعنی علم شریعت سے افضل ہے۔

حضرت تھانویؒ فرماتے ہیں کہ یہ غلط ہے علم باطن یا علم طریقت تو خود شریعت کا جزو ہے شریعت نام ہے اصلاح ظاہر اور اصلاح باطن کے علم کا، شریعت میں اعمال اور

Marfat.com

معاملات کی درستی کے ساتھ اخلاق کی درستی اور تزکیہ قلب کا بھی حکم ہے، معلوم ہوا کہ شریعت علم ظاہر و باطن کو جامع ہے۔ طریقت جس کو علم باطن سے تعبیر کیا جارہا ہے وہ شریعت کا ایک جزو ہے اور یہ بات معلوم و مسلم ہے کہ جزو کل سے افضل نہیں ہوتا۔

دوسری بات یہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام علم ظاہر اور علم باطن کے جامع تھے، علم شریعت اور علم طریقت کے حامل تھے، وہ جو حضرت خضر علیہ السلام کے پاس گئے وہ علم طریقت یا علم باطن سیکھنے نہیں گئے تھے بلکہ وہ تو چند امورِ تکوینیہ تھے جن کا نہ علم ظاہر سے تعلق تھا اور نہ علم باطن سے، ان امور تکوینیہ کا علم حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس نہ ہونا اِن کے کیلئے کوئی عیب یا نقص نہیں۔

حضرت خضر علیہ السلام کے واقعے میں ہوا یہ ہے کہ بعض چیزیں جو زماناً یا مکاناً حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اعتبار سے بعید تھیں وہ حضرت خضر علیہ السلام کے قریب تھیں حضرت خضر کو ان کا علم ہوا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ان کا علم نہیں ہوا جیسا کہ بادشاہ مکاناً بعید تھا حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اس کے حالات کا علم نہیں تھا اسی طرح جس بچہ کو حضرت خضر علیہ السلام نے قتل کیا اس کا کفر زماناً بعید تھا اور حضرت خضر علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے اس کا علم دیا اِسی طرح وہ خزانہ جو مدفون تھا، حضرت موسیٰ علیہ السلام کیلئے اس کا علم بعید تھا حضرت خضر علیہ السلام کیلئے قریب اس طرح زماناً یا مکاناً ان چیزوں کا حضرت خضر علیہ السلام کیلئے قریب ہونا اور اس کا علم ہو جانا اس سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مقابلے میں حضرت خضر علیہ السلام کی فضیلت ثابت نہیں ہوگی اور یہ نہیں کہا جائے گا کہ خضر علیہ السلام طریقت اور باطن کے عالم تھے اور موسیٰ علیہ السلام کو اس کے سیکھنے کیلئے ان کے پاس گئے تھے۔

حضرت موسیٰ السلام تو خود جامع شریعت وطریقت تھے وہ تو خود ظاہر و باطن کے علم سے خوب واقف تھے یہ امور تکوینیہ تھے جن کا حضرت موسیٰ علیہ السلام کو علم نہیں تھا اور حضرت

Marfat.com

خضر کو تھا ان کا علم نہ ہونا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے علم کے نقص ہونے کی دلیل نہیں ہے۔ اور جہاں تک حضرت موسیٰ علیہ السلام کا حضرت خضر علیہ السلام کے پاس جانے کا تعلق ہے سو اس کی بنا افضیلت نہیں بلکہ تعلیم و تادیب ہے کہ ائندہ تکلم میں احتیاط رکھیں۔ (۳/۳۵۰ کشف الباری)

کتاب اللہ کا علم حق تعالیٰ کا خاص انعام اور عطا ہے تو آدمی کیسا ہی ذہین وفہیم ہو اور تعلم علم میں کتنی ہی جدوجہد کرے ہرگز قابل اعتماد نہیں بلکہ توجہ اور التجا الیٰ اللہ ضروری ہے بدون اس کے ارادہ خیر کی یہ نعمت میسر نہیں ہو سکتی یعنی ضروریات تعلم میں دعا و التجا الیٰ اللہ بھی ہے اس لئے فہم وسعی کے ساتھ اس کی بھی اشد حاجت ہے (کشف الباری ۳/۳۵۵)

نماز تہجد کی اہمیت و حکمت

ہجود کا معنیٰ نیند کے بیدار ہونے کے ہیں چونکہ یہ نماز پچھلی رات سو کر اُٹھنے کے بعد ادا کی جاتی ہے اس لئے اِسے نماز تہجد کہا جاتا ہے۔ نماز کے فرضوں کے علاوہ سنن، مستحبات اور نوافل وغیرہ کو نفل ہی کہا جاتا ہے کیونکہ یہ فرائض سے زائد ہوتے ہیں مفسرین کرام نماز تہجد کی حکمت بیان فرماتے ہیں اور وہ یہ کہ اس کے ذریعے انسان کے نفس کی اصلاح ہوتی ہے کیونکہ جب تک اصلاح نفس نہ ہو، اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلقات صحیح نہیں ہو سکتے اور نہ ہی ایسا شخص دنیا کے اجتماعی نظام کو ٹھیک کر سکتا ہے نماز تہجد تربیت کا پہلا مرحلہ ہے۔ صحابہ کرامؓ یہ تربیت مکمل کر کے ہی دنیا کی فرمانروائی کیلئے نکلتے تھے اگر تعلق باللہ درست نہیں ہے تو اجتماعی نظام میں خودغرضی، ظلم و جور اور فتنہ وفساد کے علاوہ کیا ہو سکتا ہے؟ لوگ مادی لحاظ سے کتنی بھی ترقی کر جائیں۔ حتیٰ کہ دوسرے سیاروں تک پہنچ جائیں۔ مگر اصلاحِ نفس کے بغیر کوئی بھی درست طور پر کام نہیں کر سکتے اس کیلئے اصلاح نفس کی تربیت حاصل کرنا

Marfat.com

ضروری ہوگی جس کا پہلا درس نماز تہجد ہے۔ (درس ۱۲/۲۲۸)

مشتبہات سے بچنے کا طریقہ

جو آدمی مباحات میں غلو کرتا ہے وہ مکروہات تک پہنچ جاتا ہے اور جو مکروہات میں احتیاط نہیں کرتا وہ حرام تک پہنچ جاتا ہے اور قلب کو یہ نام ''قلب'' اس لئے دیا گیا ہے کہ اس کی کیفیت ایک نہیں رہتی اور جس طرح تمام جسمانی نظام حیات کا طبعی حیثیت سے اصل منبع قلب ہے یعنی قلب کی حرکت بند ہونے سے سارا نظام ختم ہو جاتا ہے اسی طرح روحانی شرعی حیثیت سے بھی تمام اعمال وجوارح کی درستی کا مدار لطیفہ قلب کی درستی پر ہے

(کشف الباری ۲/۶۹۲)

تو فرمایا قلب جو تمام جواہر وکمالات کا منبع مخزن ہے اس کو درست کر لو پھر ہر قسم کے مشتبہات سے بچ سکو گے، یعنی قلب اگر صالح اور درست ہوا اس میں خوف خداوندی اور خشیت الٰہی ہوئی تو پھر مشتبہات سے بچنا آسان ہے ہر عضو تمہارا متقی وپرہیزگار بن جائے گا اور اگر قلب کا حال بگڑ گیا اس میں غوف خدا نہ رہا تو پھر سب کچھ بگڑ جائے گا، ہر عضو تم کو گناہ و معاصی کی طرف کھینچنے لگے گا۔ اصل مشین یا انجن قلب ہے اس کو درست کر لو وہ جدھر جائے گا اعضاء کے سب ڈبے اسی کے ساتھ ادھر ہی جائینگے جس کیلئے کسی اللہ والے کی صحبت ضروری ہے جو کثرت ذکر کے ذریعے کچھ مجاہدات وریاضات میں ڈال کر قلب مسلم کیلئے راہ ہموار کرنے میں معین بن سکتا ہے کہ تمام اعمال وافعال کی شرعا درستی قلب کی درستی پر موقوف ہے اور یہی مدار نجات ہے۔ (کشف الباری ۲/۶۹۳)

Marfat.com

بیعت میں حضور علیہ السلام کی عادت مبارکہ

رسول اکرم ﷺ کی عادتمبارکہ یہ تھی کہ بیعت میں عام طور پر ارکان ظاہرہ شہادتیں اور صلوٰۃ وزکوٰۃ کو ذکر فرماتے اور پھر ان بعض امور کو بیعت میں ذکر فرماتے جن کی ضرورت بیعت کرنے والے میں محسوس فرماتے چنانچہ آپ نے کسی سے بیعت کی تو فرمایا ''جہاد میں پیٹھ نہ دکھانا'' غرضیکہ جس میں جو بات محسوس فرماتے اس پر تنبیہ لیا کرتے کیلئے بیعت لیا کرتے تھے۔

یہیں سے حضرات مشائخ وصوفیاء کرام اپنی بیعتوں میں ان باتوں کو داخل کرتے ہیں جن کی بیعت کرتے وقت ضرورت محسوس ہوتی ہے اور جن جرائم کو شیوع ہوتا ہے یہ حضرات بیعت لیتے وقت ان سے اجتناب کا ذکر بھی کر دیتے ہیں (کشف الباری ۲/۷۶۷)

مشورہ کے بارے میں حکم

کہ اگر کوئی آپ سے مشورہ کرے تو اپنے آپ کو اس کی جگہ تصور کرتے ہوئے یہ سوچیئے کہ آپ اگر اس کی جگہ ہوتے تو اپنے لئے کس چیز کو پسند کرتے لہٰذا جو کچھ اپنے لئے پسند کرتے اسکو اس کا مشورہ دیجیئے۔

ایک عجیب واقعہ

امام غزالیؒ نے ایک واقعہ لکھا ہے کہ ایک شخص نے کسی سے شکایت کی کہ میرے گھر میں چوہے بہت ہو گئے ہیں بہت پریشان کرتے ہیں کیا کیا جائے؟ اُس نے اُسے مشورہ دیا کہ

Marfat.com

چوہوں کا علاج یہ ہے کہ تم کوئی بلی پال لو، اس نے کہا مجھے اندیشہ ہے کہ بلی کی آواز سن کر وہ چوہے کہیں پڑوسی کے گھر میں نہ چلے جائیں اور جو تکلیف مجھے ہو رہی ہے وہی پڑوسی کو ہونے لگے اس صورت میں اپنے بھائی کیلئے اس چیز کو پسند کرنے والا بن جاؤنگا جو کچھ اپنے لئے پسند نہیں کرتا (کشف الباری ۲/۹)

نماز کے آخر میں سلام سے پہلے حضرت صدیق اکبرؓ کو حضور علیہ السلام نے تلقین کی تھی کہ "اللّٰھُمَّ اِنی ظلمت نفسی ظلماً کثیرا ولا یغفر الذنوب اِلا انت" پڑھا کریں۔

(کشف الباری ۲/۷۷) اور بیت الخلاء سے جب نکلیں تو کہیں "غفرانک"

اسی طرح وضو سے فراغت پر:۔ الھم اجعلنی من التوابین واجعلنی من المتطھرین۔" اور حضور اکرم ﷺ کا معمول تھا کہ نماز سے سلام پھیرتے تو تین مرتبہ "استغفر اللہ" فرمایا کرتے تھے معلوم ہوا کہ "استغفار" خاتمہ کی دلیل ہے۔ "اَللّٰھُمَّ اَطْعَمْنَا خَیْرَ اَمِنَۃُ" اے اللہ! ہمیں اس سے بہتر نعمت عطا کر

(1) اعمالِ صالحہ سے درجات میں ترقی ہوتی ہے اور گناہ معاف ہوتے ہیں۔

(2) آدمی کو اللہ تعالیٰ جس قدر موافق بنائے اور عبادت اوراد کی توفیق ہوتی رہے اس کو برقرار رکھنے کیلئے اسے مواظبت اور پابندی کرنی چاہیے۔

(3) شریعت میں عزیمت اور رخصت کی جو حدود مقرر کی ہوئی ہیں ان کا لحاظ رکھنا چاہیے اور اعتقاد رکھنا چاہیے کہ جو بہت آسان ہو اور شرع کے موافق ہو اس کو اختیار کرنا دوسری جہت کے مقابلہ میں اولیٰ ہے۔

(4) امر شرعی کی خلاف ورزی کی صورت میں ناراضگی مشروع ہے۔

(5) جس کے دل میں جتنی خدا کی معرفت زیادہ ہوگی اس کا ایمان اتنا ہی قوی ہوگا اور

Marfat.com

اتنی ہی زیادہ اس کو کفر سے نفرت و کراہت ہوگی۔

(6) جس جوہر انسانی کو زیادہ استعمال کیا جاتا ہے اس میں طاقت پیدا ہو جاتی ہے۔

(7) جنت انسان کے عمل کے مقابل تو ہے لیکن عمل پر موقف نہیں ہے۔ عمل اس کیلئے دلیل نہیں ہے مطلب یہ ہے کہ تمہارے عمل میں اتنی صلاحیت نہیں کہ وہ جنت کیلئے حقیقی سبب بن سکے بلکہ یہ تو اللہ کی رحمت اور فضل ہے کہ اس نے تمہارے عمل کو قبول فرما لیا اور جنت تمہیں انعام دے دی۔

(8) جب کسی شخص کے متعلق قطعی طور پر ایک بات معلوم نہیں ہے تو قطعی حکم نہیں لگانا چاہیے بلکہ ایسی بات کہنی چاہیے جس کا علم ہو۔ تمہیں کسی کے باطنی ایمان کا کیا پتہ؟ اس کا علم نہیں لگنا چاہیے وہ ظاہر اطاعت کا علم ہے لہٰذا اس کا حکم لگاؤ۔ یہاں اصلاح مقصود ہے کہ الفاظ سوچ سمجھ کر استعمال کرنا چاہیے، ایسے امورِ خفیہ میں اس طرح کا حتمی اور قطعی دعویٰ کرنا ادب کیخلاف اور نامناسب ہے۔ واللہ اعلم

(9) انصاف کرنے والے کو افسر کا خوف یا بدنامی کا اندیشہ انصاف کا باعث نہیں ہونا چاہیے بلکہ تمہارا نفس تمہیں انصاف پر امادہ کرنے والا ہونا چاہیے۔ مطلب یہ کہ اپنی ذات کے بارے میں انصاف سے کام لینا چاہیے۔ اپنے نفس کو آزاد نہیں چھوڑنا چاہیے بلکہ اس کو مامورات کی تعمیل کرنے والا اور منہیات سے اجتناب کرنے والا ہونا چاہیے۔

(10) اگر کوئی شخص فقر میں مبتلا ہونے کے باوجود اللہ تعالیٰ کیلئے خرچ کرے گا تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ اس کے رزق میں برکت عطا فرمائیں گے اور عسر یسر سے بدل جائے گا۔ فرمایا

"لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا مَا اٰتٰھَا سَیَجْعَلُ اللّٰہُ بَعْدَ عُسْرٍ یُّسْرًا"

Marfat.com

ہدایت کا نتیجہ رحمت ہے

جب کوئی شخص اللہ کی نازل کردہ کتاب پر اس کی نازل کردہ ہدایت کے مطابق عمل کرتا ہے تو پھر اس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کی رحمت اور مہربانی شامل حال ہو جاتی ہے انسان کو اطمینان قلب حاصل ہو جاتا ہے اور اُسے نیکی کی مزید توفیق حاصل ہوتی ہے بعض سخت دلوں پر اس ہدایت کا کچھ اثر نہیں ہوتا لہٰذا وہ اسی طرح محروم رہتے ہیں جس طرح کوئی چٹان پانی کے اثرات کو قبول نہیں کرتی اور وہ اِدھر اُدھر بہ جاتا ہے لہٰذا جو لوگ بات کو سن کر سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں اور پھر اُس پر عمل پیرا ہو جاتے ہیں اللہ اُن کی روحانی اور مادی دونوں ضروریات پوری فرماتا ہے اور جو لوگ اس کی طرف توجہ ہی نہیں کرتے، انہیں نہ ہدایت نصیب ہوتی ہے اور نہ اللہ کی رحمت۔ (درس ۵۷۴/۱۱)

بے شک مومن زندہ دل اور صاحب بصیرت ہوتا ہے کہ کتاب اللہ کو سن کر اس سے نفع اُٹھاتا ہے اسے یاد کرتا ہے حفظ کرتا ہے اور اللہ کے بیان کردہ مفہومات کو سمجھتا ہے۔ جبکہ کافر گونگا، بہرہ، پتھر دِل ہوتا ہے بھلائی کی کوئی بات نہیں سنتا نہ یاد کرتا ہے اور نہ ہی اسکا علم رکھتا ہے۔ الغرض وہ ضلالت و گمراہی میں سر تا پاؤں، گھسا ہوتا ہے شیطان کا پیروکار ہوتا ہے اور اس کے چکروں میں مکمل گرفتار ہوتا ہے اور پھر حضرت قتادہؒ نے آیت کریمہ پڑھی "لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفۡسًا اِلَّا مَا آتٰھَا، سَیَجۡعَلُ اللّٰہُ بَعۡدَ عُسۡرٍ یُّسۡرًا" (انعام ۱۷) اور ہمیں حکم دیا گیا کہ ہم تمام جہانوں کے پروردگار کے آگے سرِ تسلیم خم کر دیں (حلیہ ۱/ ۶۰۸)

حب مال کی کمی بیشی محض مشیت پر ہے

حب مال کی کمی بیشی محض مشیت پر ہے تو مومن کو چاہیے کہ اس کے ساتھ قلب کو

Marfat.com

زیادہ متعلق نہ کرے اور کفار کی طرح اس کو مقصود نہ سمجھے۔ بلکہ اس کو آلہ ءحصول رضا و قرب الٰہی کا جو کہ اصل مقصود ہے بنادے۔

بس مال سے زیادہ تعلق نہ رکھو بلکہ جہاں خرچ کرنے کا حکم ہے مثلاً حقوق اللہ و حقوق العیال و حقوق الفقراء وغیرہا بے دھڑک خرچ کرتے رہو کہ اس سے رزق مقسوم میں تو کمی کا ضرر نہ ہوگا اور آخرت کا نفع ہوگا (تشریعی قرآن ص ۳۹۱)

حضور ﷺ کی دُعا

خداوند! مجھے مسکین زندہ رکھ مسکین اُٹھا اور مسکینوں ہی کے زمرہ میں میرا حشر کر۔ (سیرۃ نبوی ج ۵ ص ۲۵۶)

اے محمد ﷺ آپ ایسے شخص سے اپنا خیال ہٹا لیجئے جو ہماری نصیحت کا خیال نہ کرے اور بجز دنیوی زندگی کے اس کو کوئی مقصود نہ ہو اور ان لوگوں کی فہم کی رسائی کی حد بس یہی دنیوی زندگی ہے (ترجمہ تشریعی قرآن ص ۵۷۶)

دُعا حیاۃ صحابہ ص ۳۵۶

اے اللہ میں تجھ سے ایسے علم نافع کا سوال کرتا ہوں جو نہ بھلایا جاسکے۔

اے اللہ میں کمزور ہوں تو مجھے قوی کردے۔

اے اللہ میں سخت ہوں تو مجھے نرم کردے۔

اے میرے اللہ میں بخیل ہوں تو مجھے سخی کردے۔

اے اللہ ہمارے خون کی حفاظت فرما۔ تقویٰ کو میرے لیے توشہ بنادے اور ہدایت پر میرے کاموں کو جمع کردے۔

Marfat.com

اے اللہ جنت کو میرا ٹھکانا بنادے۔

اے اللہ میرے دِل کو اپنی جانب پلٹ دے اور خرافات سے میری حفاظت فرمادے اور میری توبہ قبول کر یو۔

"اَللّٰهُمَّ اَعِنِّیْ عَلٰی دِیْنِیْ بِالدُّنْیَا وَعَلٰی اٰخِرَتِیْ بَالتَّقْوٰی"

اے اللہ دُنیا عطا فرما کر ہمارے دِین میں ہماری مدد فرما اور تقوی نصیب فرما۔(الحزب اعظم ص ۹۵)

طعام، منام اور کلام میں حد درجہ اوسط کی رعایت کرنا چاہیے۔

شب زندہ داری اور گریہ سحری کو غنیمت شمار کرو۔ اسی دُنیا کی مصیبتوں نے ہرچند جگر کو چھیل دیا ہے اور مستقل زخم کر دیا ہے۔(خواجہ محمد معصوم سر ہندیؒ)

راہ ہدایت پر ثابت قدمی اور استقامت نصیب فرما۔ اے اللہ میں تجھ سے جنت کا اور اسی قول و عمل کا جو جنت سے قریب کر دے خواستگار ہوں۔ اور دوزخ سے اور دوزخ سے قریب لیجانے والے قول و عمل سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔ کچھ ملے یا نہ ملے جستجو میں لگا رہوں گا اور کچھ حاصل ہو نہ ہو میں آرزو کرتا رہونگا۔

رحمت کی صفت نہیں بدلتی اگرچہ اُمت کے احوال بدل جائیں (حاشیہ درالمختار)

قلیل مدت میں قرآن نے عرب کو کہاں سے کہاں پہنچا دیا

عرب قرآن کو اپنا دستور العمل بنانے کے بعد ایسی قوم بن گئی جو تنظیم، اتحاد، اخلاق، بلند خیالی اولوالعزمی، ایثار و قربانی، خدا پرستی شجاعت، سخاوت، عفت، پاک دامنی،

Marfat.com

رحم وشفقت، عقل وتدبیر، جہاں بانی، جہانگیری، دیانت وامانت وصدق راستی پابندی عہد عدل وانصاف میں کوئی قوم ان کی ہمسر نہیں تھی۔ بلکہ پوری تاریخ بشریت اس کی نظیر پیش کرنے سے خالی ہے۔ پھر کیا ہوا کہ دنیا نے شرق وغرب کے دوعظیم متمدن اور بے انتہا ساز و سامان رکھنے والی سلطنتوں سے بیک وقت ٹکرائی کسریٰ وقیصر کی سلطنتوں سے جو پوری دنیا میں اپنا جواب نہیں رکھتی تھیں پھر عربوں نے بہت کم وقت میں دونوں حکومتوں کو غبار بنا کر رکھ دیا اوران کے باعظمت تاج وتخت کے پرخچے اُڑا دیئے۔

عرب کے سیاسی اقتدار وغلبہ کیلئے دوقسم کے اسباب ہوسکتے ہیں ایک مادی اور دوم روحانی اور غیبی، مادی اسباب تو عرب کو حاصل نہ تھے بلکہ عرب کے دشمنوں اور حریف قوتوں کو حاصل تھے اگر مادی اسباب پر سیاسی تغلب کا فیصلہ ہونا تھا تو یہ ضروری تھا کہ عرب صفحہ ہستی سے مٹ جاتے اور نتیجہ بالعکس ہونا چاہیے تھا۔ معلوم ہوا کہ یہ سب کچھ اسی غیبی وروحانی قوت سے ہوا جو عرب کو قرآن اور صاحب قرآن علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بدولت نصیب ہوئی اور ظاہر ہے کہ اس قسم کی معجزانہ قوت بغیر الٰہی کتاب کی قوت کے ممکن نہیں۔ مسلمانوں کے موجودہ زوال کا سبب قرآن پر ترک عمل ہے کہ انہوں نے اسلام اور قرآن پر عمل ترک کر دیا ہے ورنہ اسلام اور قرآن کی روحانی قوت اس دور میں بھی مسلمانوں کی تمام کمزوریوں کا علاج ہے۔ قرآن کا نسخہ آزمودہ اور تجربہ شدہ ہے "وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْآنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ" (سورۃ بنی اسرائیل آیۃ ۔۸۱) "قُلْ هُوَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هُدًى وَشِفَآءٌ" (سورۃ حم السجدۃ آیہ ۴۴) لیکن کوئی مجرب سے مجرب نسخہ کا غذی اور قولی شکل میں اپنا صحت مندانہ اثر نہیں دکھلا سکتا تا وقتیکہ اس پر عمل نہ ہو۔ اور یورپ کے مُستَشرِقین اس راز کو خوب جانتے ہیں کہ اگر مسلمانوں نے اسلام اور قرآن کی طرف رجوع کیا تو نوے کروڑ مسلمان متحد ہو جائیں گے اور ایک مرکز کے نیچے آجائیں گے اس لئے انہوں نے مسلمانوں کو اسلام و

Marfat.com

قرآن سے ہٹانے کی کوشش ایک مدت سے شروع کی اور یہ کہا کہ مسلمانوں کا زوال اسلام اور قرآن کی روحانی قوت سے دور رہنے میں ہے۔

یورپ کی صنعت اور ہنر اور علم اور چیز ہے اور یورپ کی طرز زندگی، معاشرت و تہذیب دوسری چیز ہے۔ پہلی چیز اسلام کی ہے جس پر یورپ نے قبضہ کیا ہے۔ یعنی ان کی صنعت کاری یہ لے لو اور دوسری چیز یورپ کی گنہگاری ہے اس کو چھوڑ دو ایسا کرنے سے تعلیم قدیم والوں کو کوئی اعتراض نہیں یورپی لوگ اپنی تہذیب کی گنہگاریوں سے خود پریشان ہیں بس امت مسلمہ کی اصلاح اسی ترتیب سے ہوسکتی ہے تعلیم قدیم و جدید کے دونوں بازو پرواز ترقی کیلئے ضروری ہیں۔ دونوں طبقوں کو ملاؤ نہ کہ لڑاؤ (علوم القرآن ص ۶۲م)

روح کی غذاء آسمانی

انسان دو جزء سے مرکب ہے جسم اور روح اور دونوں کی بقاء کیلئے قدرت نے غذا کا انتظام کیا ہے۔ کیونکہ دونوں کیلئے غذا کا انتظام نہ ہو تو ان کا باقی رہنا ناممکن ہے۔ اس لئے قدرت نے بقاء جسم و بدن کے لئے غذاء کا انتظام زمین سے فرمایا کہ زمین سے لے کر آفتاب و مہتاب تک اس کی تیاری غذا میں مصروف کار ہیں۔ حالانکہ روح کی نسبت بدن کی قیمت بہت کم اور نسبتاً اس کا درجہ روح سے بہت پست ہے یعنی جسم اور بدن سواری اور روح سوار کی مثل ہے۔ بدن چونکہ زمینی ہے لہٰذا اس کی غذاء کیلئے سامان زمین سے کر دیا گیا۔ اور روح آسمانی اور "امر ربی" اسی وجہ سے اس کی غذا کا سامان عالم بالا سے فرمایا روح اللہ سے مناسبت رکھتی ہے لہٰذا اللہ کی طرف سے ایسی چیز جو اللہ کی ذات سے مربوط ہو اور اسی کی صفت سے ہو وہی روحانی حیات کی غذا ہوسکتی ہے اللہ کی ذات اور صفات میں صرف اللہ کی صفت کلام ایک ایسی چیز ہے جو روح انسانی کی طرف منتقل ہو کر حیات روح انسانی کا ذریعہ بن سکتی ہے اور

Marfat.com

اور کلام الٰہی اور روح ربانی کے بغیر انسانی روح کی حقیقی حیات ناممکن ہے جیسے غذا جسمانی کے بغیر جسم کی حیات ممکن نہیں (علوم القرآن ۱۶۴/ص)

حیات روحانی کا معیار

روح انسانی کی حقیقی حیات کا معیار وہی ہے جو کسی جسمانی عضو کی حیات کا معیار ہے اور موت روح کا معیار بھی وہی ہے جو کسی انسانی عضو کی حیات و موت کا معیار ہے ہر چیز کی حیات اس کے مقصد تخلیق سے معلوم کی جاسکتی ہے مثلاً آنکھ کی تخلیق دیکھنے کیلئے اور کان کی تخلیق سننے کیلئے آنکھ جب دیکھ نہ سکے اور کان جب سن نہ سکے تو یہ دونوں کی موت ہے۔ روح کی تخلیق معرفت الٰہی کیلئے ہوئی جس وقت یہ مقصد حاصل ہو تو روح زندہ ہے ورنہ مردہ ہے۔

معرفت الٰہی اور تعلق مع اللہ سے روح میں ایک عظیم قوت منتقل ہوتی ہے۔ جس کا مقابلہ وہ روحیں نہیں کرسکتیں جو اس قوتِ روحانی سے خالی ہیں اس قوت کا نام حیات روحانی اور اس کے فقدان کا نام موت روحانی ہے اسی حیات کو قرآن حکیم نے اِن الفاظ میں بیان کیا ہے۔ "یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِیْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا یُحْیِیْكُمْ" (سورۃ الانفال آیۃ ۲۴) اے ایمان والو اللہ اور رسول کا کہا مانو جب وہ تم کو ایسی چیز کی طرف بلاتے ہیں جو تم کو زندگی عطا کرتی ہے۔

جس سے معلوم ہوا کہ یہ روحانی زندگی جسمانی زندگی سے بلند تر زندگی ہے اسی روحانی حیات کی برکت و قوت سے حضرات صحابہ کرامؓ نے اپنے سے چند گناہ زیادہ تعداد کے لشکروں کو شکست دی اور باوجود بے سروسامانی وہ حیرت انگیز کارنامے انجام دیئے جو صرف جسمانی زندگی رکھنے والوں کیلئے ناممکن تھے یہ زندگی ان کو قرآن اور اسلام سے حاصل ہوئی جس نے ان کو قوموں کا حاکم بنادیا۔

Marfat.com

قرآن کا نظامِ حیات

قرآن حکیم نے انسانی زندگی کیلئے وہ نظام قائم کیا ہے جس سے خود یقین پیدا ہو جاتا ہے کہ یہی کتاب خالق انسان کی طرف سے ہے۔ انسان کا بنایا ہوا نہیں کیونکہ حیات انسانی کے اسرار ورموز صرف خالق حیات ہی جانتا ہے۔ انسان نے جب بھی اس راہ سے ہٹ کر کسی انسانی لائحہ حیات پر چلنے کی کوشش کی تو اس کو امن اور چین نصیب نہیں ہوا قرآن کا نظام کامل اور زندگی کے تمام شعبوں پر حاوی ہے۔ خالق کائنات انسانی زندگی کا مرکز ہے۔ انسان کا اپنے مرکز سے کٹ جانا اس کی موت ہے اور اسی سے جڑ جانا حقیقی زندگی ہے اس لئے انسان کا اولین فرض یہ ہے کہ خالق کائنات کے آگے اپنی اس حیثیت پر یقین رکھے "من عرفه نفسه فقد عرفه ربه"

انسان اپنی سعی وعمل اور جدوجہد سے جو کچھ حاصل کرتا ہے اس کا آخری فیصلہ بھی قدرت کے ہاتھ میں ہے اس کو اپنی کوشش پر نازاں نہیں ہونا چاہیے اِن نقل شدہ تصورات کا لازمی نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ انسان کو رب العالمین مالک حقیقی سے ایک مضبوط رشتہ محبت پیدا ہو جاتا ہے جو کبھی نہیں کٹتا۔ اور قرآن کا اعلان ہے "وَالَّذِينَ آمَنُوا أَشَدُّ حُبًّا لِلَّهِ" (سورۃ البقرۃ آیۃ ۔۱۶۴) ایمان اور یقین والوں کو سب سے زیادہ محبت اللہ سے ہوتی ہے۔ اسی محبت کا اثر ہے کہ اس کی فکری وعملی زندگی اللہ کی مرضی سے مربوط ہوتی ہے اور اس کا ظاہر و باطن اپنے خدا کے آگے سرنگوں ہوتا ہے اور ظاہر و باطن یادالٰہی سے معمور ہو جاتا ہے اور زبان حال وقال سے عرض کرتے ہیں اے خالق عالم تو نے یہ عالم بلا مقصد نہیں بنایا۔

Marfat.com

سلف کے مریدوں کا مجاہدہ

''اخلاقِ سلف'' کے مصنف فرماتے ہیں بحمد اللہ میں نے تقریباً ایک سو مشائخ کی زیارت کی ہے جن میں سے ہر ایک اس مرتبہ کا تھا کہ جن کے وسیلے سے لوگ دعاء استسقاء کرتے تھے یہ تمام حضرات زہد و تقویٰ اور قناعت کے اعلیٰ مراتب پر فائز تھے۔ اور اپنے ظاہری و باطنی اعضاء کو ممنوعات سے روکنے میں بڑے مستعد تھے اور ان میں سے ہر ایک ایسا تھا کہ انتہائی تنگی کے باوجود حاکموں کے مال کو نہ قبول فرماتے۔ اور طریقت میں مرید کا پہلا قدم یہ ہے کہ اپنے جملہ مال و متاع سے ناامیدی کے سوا کچھ نہ رکھے اور قوم صوفیاء کے نزدیک صوفی کی حقیقت بس یہ ہے کہ وہ ایسا عالم ہے جو اپنے علم پر اخلاص کے ساتھ عمل کرتا ہے۔

Marfat.com

شجرہ مشائخ سلسلہ عالیہ چشتیہ قادریہ رحیمیہ

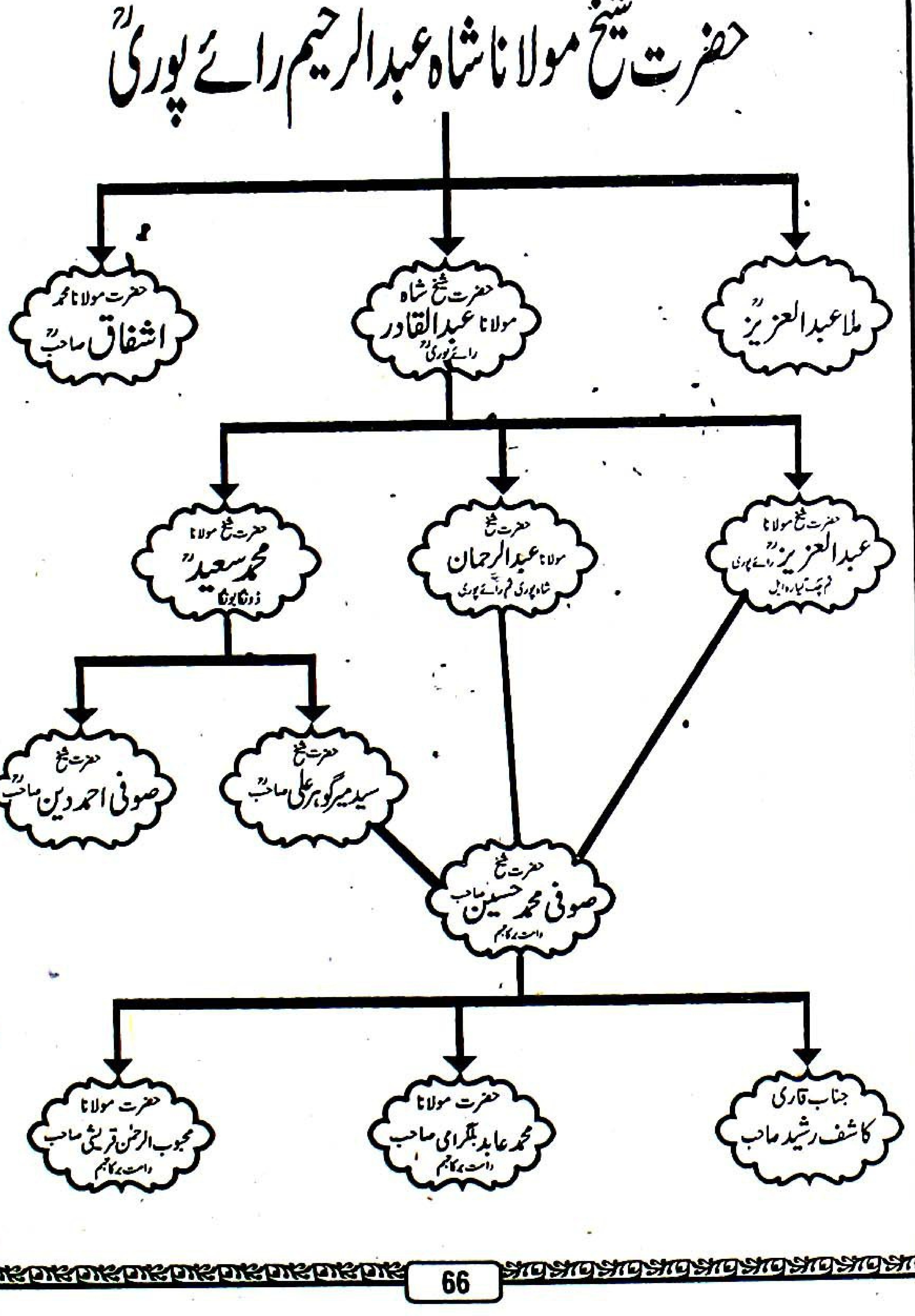

Marfat.com

پیٹ کا دھند اور معرفت الٰہی

حضرت شیخ عبدالعزیز دباغؒ مادرزاد ولی اور باطنی نسبت کے باکمال بزرگ تھے اللہ نے آپ کی زبان پر بڑی بڑی باتیں جاری کیں۔ سید احمد شہید بریلویؒ کی طرح زیادہ لکھے پڑھے نہیں تھے مگر اللہ نے بڑا روشن دل عطا فرمایا تھا یہی حال حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کا ہے۔ ظاہری علم کم تھا مگر مولانا گنگوہیؒ اور مولانا نوتویؒ جیسے لوگ آپ کے مرید تھے۔

حضرت شیخ عبدالعزیز دباغؒ فرماتے ہیں کہ جس مقام پر موسیٰ علیہ السلام کی مچھلی گم ہوئی اُسی مقام پر اُن کا مطلوب حاصل ہوا۔ مچھلی پیٹ کا معاملہ تھا، تو جہاں پیٹ کا معاملہ ختم ہوا وہاں معرفت حاصل ہوگئی۔ اسی طرح فرماتے ہیں کہ جب تک انسان کے ساتھ پیٹ کا دھندا غالب ہوگا۔ خدا تعالیٰ کی معرفت حاصل نہیں ہوسکتی۔ (درس ۱۲/۴۸۰)

جدید تعلیم یافتہ یونیورسٹیوں کے لوگ الحاد کا شکار ہی رہے

قیام پاکستان سے قبل برصغیر میں عثمانیہ یونیورسٹی حیدرآباد دکن واحد یونیورسٹی تھی جس کے تعلیم یافتہ لوگ اسلامی ذہن رکھتے تھے یہ حضرت مولانا مناظر حسن گیلانی کی کاوش کا نتیجہ تھا۔ وگرنہ تمام یونیورسٹیوں (علی گڑھ)، کلکتہ، لاہور وغیرہ) کے تعلیم یافتہ لوگ الحاد کا شکار ہی رہے ہیں۔ اگر انصاف کی نظر سے دیکھا جائے تو گزشتہ ڈیڑھ صدی میں برصغیر کے بعض خضر صفت لوگوں نے بے سروسامانی کی حالت میں دینی تعلیم کا بیڑہ اٹھایا اور کفر والحاد

Marfat.com

کے اندھیروں میں توحید وسنت کے چراغ روشن کیے۔ اس سلسلہ میں اولین کوشش حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کی تھی جنہوں نے دارالعلوم دیوبند سے دینی مدرسہ کی ابتداء کی اور پھر اس کی شاخیں مراد آباد، سہارنپور اور دہلی تک پھیلا دیں ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں سب سے زیادہ نقصان بھی مسلمانوں کا ہی ہوا۔ انگریزوں نے ان سے خوب انتقام لیا اور ہزاروں علمائے حق کو سولی پر لٹکا دیا۔ مسلمانوں سے اقتدار چھین لیا گیا اور ان کی جائیدادیں ضبط کرلی گئیں ایسے حالات میں بزرگان دین نے دینی مدارس قائم کر کے الحاد کے آگے بند باندھ دیا۔

یہ دینی مدارس خالص تعلیم کے داعی تھے اور انہیں جدید علوم سے جان بوجھ کر الگ رکھا گیا بانیان مدارس اچھی طرح جانتے تھے کہ جن مدارس میں حکومت کا عمل دخل شروع ہو جائے اور ان کے پیش نظر عصری تقاضے بھی ہوں وہاں دین کا پہلو کمزور ہو جاتا ہے اور پھر حکومت انہیں اپنے غلط مقاصد کی تکمیل کا ذریعہ بنالیتی ہے۔ لہٰذا ان خضر صفت حضرات نے مدارس کے مالی وسائل کی پرواہ کیے بغیر دین کی حفاظت کا ذمہ اٹھایا چنانچہ گزشتہ ڈیڑھ صدی میں ان ٹوٹے پھوٹے شکستہ حال اور عصری تقاضوں سے بے نیاز مدارس نے دین کی بے مثال خدمت کی ہے۔ ان مدارس کے تربیت یافتہ لوگ اور صوفیاء حضرات کے صحبت یافتہ سادہ زندگی بسر کرتے ہیں۔ مصائب کو برداشت کرتے ہیں اور مسلمانوں کی دینی ضروریات کو پورا کرتے ہیں۔ موجودہ دور میں اکثر یونیورسٹیوں میں مخلوط تعلیم کا انتظام ہے لہٰذا ایسے اداروں سے دین کی خدمت کی توقع عبث ہے۔ دین کے عملی نمونے کیلئے دارالعلوم دیوبند یا مظاہر العلوم سہارنپور کی طرز کے مدارس کی طرف ہی نظریں اٹھتی ہیں۔ جو حکومت کی سرپرستی کے بغیر دین کی ترویج پر کمربستہ ہیں اور دینی مدارس کی جدید عصری تقاضوں سے علیحدگی ہی دین کے حق میں ہزار درجے بہتر ہے۔

Marfat.com

جاہل کی عبادت اصلاح سے زیادہ فساد کی سبب

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حج کرنے والوں میں سے اجر کے اعتبار سے افضل اور اعظم وہ شخص ہے جو اپنے حج میں تین خوبیوں، سچی نیت وافر عقل اور حلال خرچ کو جمع کرے پھر مجاہد بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بات حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے کہی تو انہوں نے ارشاد فرمایا ابن عمرؓ نے سچ کہا ہے۔ یہ سن کر مجاہد رحمۃ اللہ نے سوال کیا کہ جب آدمی کی نیت بھی درست ہے اور اس کا نفقہ بھی حلال ہے تو عقل کی کمی سے کیا نقصان ہوگا؟ یہ سن کر حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا! اے ابو الحجاج آپ نے مجھ سے وہی سوال کیا جو میں نے حضرت محمد ﷺ سے کیا تھا اور آپ نے میرے سوال کے جواب میں ارشاد فرمایا! اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے کوئی بندہ اپنے رب کی اطاعت اچھی عقل سے زیادہ کسی چیز سے نہیں کرتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ اپنے بندے کے روزے، اس کی نماز، اس کے حج وعمرے اور کسی بھی قسم کی نیکی کو اس وقت تک قبول نہیں کرتے ہیں جب تک کہ وہ عقل کو استعمال نہ کرے۔ اور اگر کوئی جاہل آدمی اہل علم سے عبادت میں بڑھ جائے تو وہ اصلاح سے زیادہ فساد برپا کرے گا۔

مقصد حیات کا تعین کرنا خالق انسان کا حق ہے

انسان کی مادی لذت، ہموم وغموم اور مصائب وآلام سے پر ہے جس کی وجہ یہ ہے کہ انسان کو خطرہ فکر ماضی اور اندیشہ مستقبل عطاء ہوئی ہے۔ مثلاً آنے والا خطرہ اگرچہ فی الحال موجود نہ ہو تو بھی انسان اس کے تصور میں پریشان رہتا ہے کیونکہ حیوان کی نسبت انسانی شعور میں پائیداری ہے۔ یہی وجہ ہے کہ انسان کی ہر مادی لذت حزن وغم کے ساتھ مخلوط ہے

Marfat.com

خالص نہیں اس لیے ایک مادی نظریہ کا انسان چاہے کسی بڑے ملک کا پریزیڈنٹ ہو۔ اپنے مزعومہ مقصد حیات میں حیوانات سے بہت کم ہے اس لیے مقصد حیات کے متعلق مادی نظریہ قابل توجہ نہیں بلکہ انسان کا صحیح مقصد حیات متعین کرنا خود انسان کا حق نہیں ہے۔ خالق انسان کا حق ہے۔ ہوائی جہاز کا مقصد اس کا بنانے والا متعین کرسکتا ہے نہ کہ خود ہوائی جہاز اسی مقصد کو قرآن حکیم نے صاف اور بلیغ الفاظ میں بیان کیا ہے۔

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ مَا اُرِيْدُ مِنْهُمْ مِنْ رِّزْقٍ وَّمَا اُرِيْدُ اَنْ يُّطْعِمُوْنَ ط

جن وانس کی تخلیق کا مقصد عبادت الٰہی ہے ہم نہ ان سے روزی کمانا چاہتے ہیں نہ کھلانا۔

دین کے صحیح علم کا فقدان

مستشرقین دور حاضر کے اعتراضات ہر دو امور یعنی قرآن اور نبوت کے متعلق جو محض سیاسی مقاصد کے تحت پھیلائے جا رہے ہیں قطعاً بے اصل اور نا معقول ہیں۔ استشراق کا فتنہ علمی ادارہ نہیں بلکہ عملی تحقیق کے نام سے وہ مسلمانوں کے مرکزی چشمہ قوت یعنی قرآن اور نبوت پر حملہ آور ہونا چاہتے ہیں تا کہ مسلمانوں کے قلب و دماغ پر تعلیمات قرآن و نبوت کی گرفت کمزور ہو جائے اور انکی فطری وحدت کا خاتمہ ہو ان میں تفریق کرنے کیلئے نئی راہیں کھولی جائیں اللہ فرماتے ہیں۔

يُرِيْدُوْنَ لِيُطْفِؤُا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ

چاہتے ہیں کہ بجھا دیں اللہ کی روشنی اپنے منہ سے اور اللہ کو پوری کرنی ہے اپنی روشنی پڑیں برا

Marfat.com

مانیں شرک کرنے والے۔
عام انگریزی دان طبقہ میں دین کے صحیح علم کا بھی فقدان ہے اور دینی زبان عربی کی بھی مہارت نہیں اس کے علاوہ ان کو یورپ کے ہر مصنف سے عقیدت ہے جو مغربی تہذیب کا اثر ہے اور علماء دین سے نفرت یہ چار چیزیں مستشرقین کے فتنے کو فروغ دیتی ہیں ان کے لئے نہایت کارآمد ثابت ہورہی ہے۔ اسلام دشمن طاقتوں کی تصنیفات کا آزادانہ فکر سے مطالعہ جس نے حضرت علامہ شمس الحق افغانی رحمۃ اللہ تعالیٰ کو مستشرقین کی شازش کا پختگی یقین میں اضافہ کیا اور احقر ناکارہ نے اہل ایمان کے فکر کو اجاگر کرنے کی خاطر یہ چند لائینیں نقل کردی ہیں کہ کم ازکم انفرادی زندگی کی اصلاح کا موقع اور اختیار اللہ تعالیٰ نے دے رکھا ہے حسب توفیق اپنے تصورات، گفتار اور کردار میں تبدیلی کیلئے قرآن کریم کی تعلیمات کے اداروں اور اصلاح باطن کی مجلسوں سے رابطہ رکھیں جس سے انشاء اللہ رفتہ رفتہ مقصود حاصل ہونے کی امید ہے۔ جس سے روحانی زندگی کے مرکز یعنی روح یا دِل جو آسمانی چیز ہے کی اصلاح ہوجائے گی (علوم القرآن) الحمد للہ علیٰ ذالک۔ (ص ۷۵+۸۳)

انسان کی روحانی فطرت میں اللہ کی محبت داخل ہے

دُنیا میں تمام اقوام ملل میں عبادت گاہوں کا وجود اسی فطری محبت کے صحیح یا غلط مظاہر ہیں۔ صحیح عبادت گاہ اسلامی دین حق والوں کی ہے اور غلط عبادت گاہ دین باطل والوں کی ہے۔ لیکن دونوں صورتوں سے تمام قوموں میں اللہ سے محبت کا ثبوت مل جاتا ہے۔ جب اللہ محبوب اقوام وتمام افراد انسانی قرار پایا۔ تو اس فطری جذبہ محبت کا تقاضا وتحصیل رضا الٰہی ہے کیونکہ ہر محبت کو محبوب کی رضا مندی فطرۃً محبوب ہوتی ہے اور رضا ایک مخفی چیز ہے جسکا اظہار کلام کے ذریعہ ہوتا ہے تو خداوند تعالیٰ جو وراء الوراء اور مخلوق سے ہر چیز میں ممتاز ہے

Marfat.com

اس کی خوشی و ناخوشی قیاس سے متعین نہیں کی جاسکتی جب تک وہ خود بذریعہ کلام خود اپنی مرضیات اور لامرضیات کے حدود متعین نہ کردے۔ جس کو شریعت کی زبان میں عقائد حقہ و باطلہ اخلاق محمودہ و مذموم، جائز و ناجائز سے تعبیر کیا جاتا ہے یہی کلام اللہ تعالیٰ جس کو وہ معتمد اور مقدس ہستی پر ظاہر کرتا ہے اس کو نبی اور رسول کہا جاتا ہے جس کا وجود اور جس کی تعلیمات وہدایات انسان کی محبت فطریہ کے مظاہر ہیں۔

عدل کی ضرورت

افرادِ انسان بقاء ذات کیلئے تین امور کے محتاج ہیں۔ (۱) کھانا۔ (۲) پینا۔ (۳)۔ مکان اور نوعی بقاء کیلئے ان تین کے علاوہ نکاح اور بیوی کا محتاج ہے یہ چاروں ضروریات تمام افرادِ انسان کے مطلوب ہیں جب ہر انسان قوۃ نزوعیہ یا شہویہ کے ذریعے اِن ضروریات کو طلب کرے گا تو ضروری ہے کہ ان میں باہمی کشمکش اور منازعت پیدا ہو اور ہر ایک قوۃ غضبیہ کے ذریعے دوسرے کی مدافعت پر آمادہ ہو جائے۔ لہٰذا ضروری ہوا کہ ان ضروریات حیات کے منازعات اور خصومات ختم کرنے کیلئے ایک قانون عدل موجود ہو جو ہر ایک کے حقوق کا تحفظ کرے وہ قانون یا انسان بنائے گا خواہ فرد ہو یا جماعت (پارلیمنٹ) یا اللہ بنائیگا۔ پہلی صورت میں مقصد عدل کی تکمیل نہیں ہوسکتی کیونکہ قانون عدل کی تدوین کیلئے امور ذیل ضروری ہیں۔

(۱) علم کامل اور حکمت کاملہ تاکہ خیر اور شر کے حدود متعین کرنے میں غلطی واقع نہ ہو۔

(۲) رحمت وشفقت تاکہ بغض وعناد کی وجہ سے وضع قانون میں بے انصافی نہ ہو۔

(۳) یکسانیت اور غیر جانبداری تاکہ وضع قانون میں اپنے ہم قوم اور ہم وطن افراد کی رعایت کرکے دوسروں کا حق تلف نہ کرے۔

Marfat.com

انسان ان تینوں صفات سے خالی ہے کیونکہ وہ ضرور کسی قوم کا فرد ہوگا اور کسی وطن کو منسوب ہوگا۔ لہٰذا یقیناً ان کی طرفداری کرے گا لیکن اللہ کی ذات میں یہ تینوں صفات جمع ہیں نہ اس کے نامہ علم میں کسی غلطی کا امکان ہے اور نہ اس کی رحمت و شفقت میں اپنے بندوں پر شک و شبہ کی گنجائش ہے نیز تمام اقوام اور تمام ملکوں کے رہنے والے اس کے یکساں بندے ہیں اور سب کو اللہ سے یکساں طور پر نسبت عبدیت و مخلوقیت ہے تمام اقوام و اوطان اس کے یکساں مخلوق ہیں لہٰذا قانون اسی ذات کا حق ہے اور وہ اس قانون کو جس اپنے معتمد اور منتخب نمائندہ کے ذریعے بھیجے گا وہ اللہ کا نبی اور رسول کہلاتا ہے (علوم القرآن ص ۱۸۷)

تقدس اور ختم نبوت

احکام خداوندی کیلئے جاننا ماننا اور کرنا تینوں ضروری ہیں جاننے کیلئے متعلم ماننے کیلئے تقدس اور کرنے کیلئے مقدس نمونے کا وجود ضروری ہے تا کہ تعلیم، تسلیم اور تعمیل کے ذریعہ دین الٰہی باقی رہ سکے ورنہ عدم تسلسل کی وجہ سے دین کا سلسلہ منقطع ہو جائے گا اور دوام اور ارتباط ایک ایسی محسوس شخصیت کیساتھ ضروری ہے۔ جس کی عظمت، تقدس، محبوبیت قلوب میں اس قدر مستحکم ہو جو کبھی زائل نہ ہو اور ایسی شخصیت نبی کی شخصیت ہوسکتی ہے۔ اس لئے نبی کا تصور بقاء دین کیلئے ضروری ہے۔

ختم نبوت کا مسئلہ اسلامی تاریخ میں کسی دور میں بھی مشکوک و مشتبہ نہیں رہا۔ لیکن برصغیر پاک و ہند میں انگریزی حکومت نے اپنے مفاد اور تاریخی اسلام دشمنی کی تکمیل کیلئے اسلام کے اس مرکزی عقیدہ پر ضرب لگانا ضروری سمجھا تا کہ مسلمانوں کی وحدت کو ختم کیا جائے اس سازش کی تکمیل کیلئے انگریز کو پنجاب کے ضلع گورداسپور سے ایک ایسا شخص ہاتھ آیا جو اس مقصد کی تکمیل کیلئے موزوں تھا اس نے انگریزوں کی حمایت کے تحت اپنی امت بنائی

Marfat.com

اور نئی اور جھوٹی نبوت کی بنیاد ڈالی۔ جس کے ذریعے اُس نے مسلمانوں کی دشمنی اور انگریزوں کی دوستی پر زور صرف کیا۔

ایسے خطرناک حالات کے پیش نظر ناواقف مسلمانوں کے ایمان کی حفاظت کیلئے ضروری ہوا کہ حضرت علامہ شمس الحق افغانیؒ کی کتاب علوم القرآن میں سے ختم نبوت پر کچھ نقل کیا جائے کہ اسلام کو ایک عمارت سمجھو۔ یعنی اسلام عقائد اخلاق و عبادات کی ایک عمارت ہے جس کا پورا نقشہ علم الٰہی میں منضبط ہے پھر اس نقشہ کو کتاب وسنت میں منضبط کیا گیا جو عمارت اسلام کی گویا تحریری شکل میں ہے پھر مسلمانوں کا تقریباً چودہ سو سال کا مسلسل عمل اس نقشہ اور عمارت اسلام کا خارجی وجود تھا جس پر عالم اسلام متفق تھا اللہ کے علم میں اسلام کی جو حقیقت تھی وہ ہی قرآن وحدیث میں نمودار ہوئی۔ اور وہی مسلمانوں کے ذہن و فکر میں متواتر نسلاً بعد نسل منتقل ہوتی گئی اسلام کے بنیادی امور میں مسلمانوں نے اختلاف نہیں کیا اگرچہ دیگر امور میں اختلاف رہا۔ البتہ اسلام اور اسلام کے سرچشموں یعنی کتاب و سنت سے الگ ہو کر انکار کرنے والوں نے اپنے لئے گمراہی خریدی۔ اور انگریزی تعلیم اور انگریزی حکومت کی حمایت اور زوال فہم وعظمت دین نے ناشدنی کو شدنی بنایا "انا للہ وانا الیہ راجعون" یہاں تک کہ اس مصنوعی نبوت نے مرتد سازی کا نام اسلام رکھ کر لوگوں کو اس نبوت کے ماننے والوں پر عہدوں اور تنخواہوں کی بارش ہونے لگی جس سے بے دین اور منافق لوگوں کی آمدنی میں اضافہ ہوا اور گمراہ اور گمراہ کن ہوئے امام المفسرین ابن جریر الطبری اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں۔

ترجمہ: یعنی آپ ﷺ کے رسول ہیں اور خاتم النبیین جس نے نبوت کو ختم کیا اور اس پر مہر لگا دی پس وہ آپ ﷺ کے بعد کسی لئے نہ کھولی جائے گی قیامت کے قائم ہونے تک اور ایسا ہی آئمہ تفسیر صحابہؓ و تابعین نے فرمایا۔

Marfat.com

اور ابن کثیر ج ۸ ص: ۸۹ ترجمہ:

تا کہ اُمت جان لے آپ ﷺ کے بعد ہر وہ شخص جو اس مقام (نبوت) کا دعویٰ کرے وہ جھوٹا افتراء پرداز اور دجال ہے۔ (علوم القرآن ص ۱۹۱ تا ۱۹۸) (الحمد للہ علیٰ ذالک)

داناوں کی نصیحت

کسی نے یہ اک مرد دانا سے پوچھا
کہ نعمت ہے دُنیا میں سب سے بڑی کیا ہے؟
کہا عقل جس سے ملے دین و دُنیا
کہا گر نہ ہو اس سے انسان کو بہرا
کہا پھر اہم سب سے علم و ہنر ہے
کہ جو باعث افتخار و بشر ہے
کہا گر نہ ہو یہ بھی اس کو میسر
کہا مال و دولت ہے پھر سب سے بڑھ کر
کہا در ہو یہ بھی اگر بند اس پر
کہا اس پر بجلی کا گرنا ہے بہتر
وہ ننگ بشر تا کہ ذلت سے چھوٹے
خلائق سب اس کی نحوست سے چھوٹے

Marfat.com

یہ سچ ہے کہ حالت ہماری زبوں ہے
عزیزوں کی غفلت وہی جواں کی توں ہے
جہلات وہی قوم کی رہنموں ہے
مگر اے اُمید اک سہارا ہے تیرا
نہیں قوم کے ہیں سب افراد یکساں
چھپے سنگریزوں میں گوہر بھی ہیں کچھ
انہیں غافلوں میں خبردار بھی ہیں
جماعت سے اپنی نرالے بھی ہیں یاں
نکموں میں کچھ کام والے بھی ہیں یاں
فرائض میں گو دین کے سب ہیں قاصر
نہ مشغول باطن نہ پابند ظاہر
مگر ایسے فاسق ہیں ان میں نہ فاجر
وہ شاید قفس ہی میں عمریں گنوائیں
گئیں بھول صحرا کی جن کو فضائیں
زمانہ اگر ہم سے زور آزما ہے
تو وقت اے عزیز و یہی روزگار ہے

Marfat.com

رباعی

کریم اپنی کریمی کی شان دکھلا دے
وہ دے مجھے کہ کبھی حاجت سوال نہ ہو
کہیں عدد نہ کریں دیکھکر مجھے محتاج
یہ اُسکے بندے ہیں جسکو کریم کہتے ہیں

امام غزالیؔ

نظر نہ کر میرے جرم و گناہ بے حد پر
الٰہی تجھ کو غفور الرحیم کہتے ہیں

اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّی.

اے اللہ تو معاف کرنے والا ہے معافی کو پسند کرتا ہے تو مجھے معاف فرما۔

صَلَّی اللّٰہُ عَلَی النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ.

Marfat.com

"روحانی اقدار کا فقدان" کی فہرست مضامین

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
نظم در مدح قرآن مجید	۲	مومن کی قوت دل میں رکھی ہے	۳۳
ابدی روحانی اقدار۔ اسلام کا نقطہ نظر	۳	سونے اور چاندی سے زیادہ محبوب	۳۴
روحانی عمل زندگی کی ترتیب	۹	حقیقی حکم الحاکمین	۳۵
قرآن نصیحت۔ یاد۔ دہانی ہے	۱۰	عیش و عشرت	۳۶
نغمہ مشروع	۱۰	امور تین طرح پر ہوتے ہیں	۳۷
عرب قبل از قرآن کا موازنہ	۱۱	کسب اعمال انسان کے اختیار میں ہے	۳۷
تصوف کی حقیقت	۱۴	جس کا جی چاہے کفر کا راستہ پکڑے	۳۸
حضرات صوفیاء کی صفات	۱۵	اخروی کو دنیاوی پر مقدم رکھنا	۳۹
معنی نفی اثبات	۱۵	انبیاء علیہم السلام کا فرض	۴۰
اللہ سے جیسے حیاء کا حق ہے کرو	۱۶	صوفیاء کی عملی زندگی	۴۱
دنیا کی زندگی ہی سے روحانی ترقی	۱۷	انسانیت کی فضیلت	۴۱
تقدیر برحق ہے	۱۸	جنت کے خزانوں میں سے	۴۴
تربیت اولاد + خانقاہوں کی آبادی	۱۹	فلاں باغ کو سیراب کروں گا	۴۴
شریعت پر عمل کو آسان کرنا	۲۰	نیکی کے باعث اولاد کا نیک ہونا	۴۵
ایک دوسرے کی خیر خواہی کرنا	۲۴	وحدت الوجود	۴۶
پیدائشی جاہل خلیفتہ اللہ	۲۷	قیامت کو پس پشت ڈالنے والے	۴۹
مادہ پرست + مراقبہ دعائیہ	۲۸	متشابہات سے مراد	۵۰
بے شرمی اور عریانی سے بچاؤ	۲۹	علم باطن اور ظاہر میں فرق	۵۱
ایمان اور اسلام متحد نہیں	۳۰	نماز تہجد کی حکمت	۵۴
بلغوا عنی ولو آیۃ	۳۱	مشتبہ سے بچنے کا طریقہ	۵۴
حضور علیہ السلام سے گرمی کی شکایت	۳۲	بیعت میں عادت شریفہ	۵۵

Marfat.com

''روحانی اقدار کا فقدان'' کی فہرست مضامین

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
مشورہ کے بارہ حکم	۵۵		
ہدایت کا نتیجہ رحمت ہے	۵۸		
مال کی کمی بیشی مشیت پر	۵۸		
قلیل مدت میں عرب کہاں سے کہاں	۶۰		
روح کی غذاء آسمانی	۶۲		
حیات روحانی کا معیار	۶۳		
سلف کے مریدوں کا مجاہدہ	۶۵		
جدید تعلیم یافتہ لوگ الحاد میں	۶۷		
جاہل کی عبادت	۶۹		
مقصد حیات کا تعین	۶۹		
دین کے صحیح علم کا فقدان	۷۰		
روحانی فطرت میں اللہ کی محبت	۷۱		
داناؤں کی نصیحت	۷۵		

Marfat.com

اسلمتُ لرب العلمین

حضرات انبیاء علیہم السلام کی

تعلیمات

کا خلاصہ

جلد اول

مع

(۱) بندہ کا بندگی و فرمانبرداری کے ذریعے اپنے حقیقی مالک کی منشاء کا پالینا

(۲) مقرب علمائے حق کی علامتیں

جمع و ترتیب
صوفی محمد حسین غفرلہ

مقدمہ
حضرت مولانا محبوب الرحمٰن قریشی مدظلہم
خطیب راولپنڈی

Marfat.com

Marfat.com

انسان کی دنیوی اور اُخروی فلاح کا ضامن قانون

قرآن کریم

☆ اللہ کی آخری کتاب ہے اس میں اولین اور آخرین کا علم موجود ہے جس میں دنیا اور آخرت کی فلاح پنہاں ہے۔

☆ اس کے ذریعے تقویٰ اختیار کرنے والوں کی صحیح راہنمائی ہوتی ہے منافق اس سے کوئی استفادہ نہیں کر سکتے۔

☆ دنیا میں لاتعداد قانون بنتے ہیں جن میں ہزاروں خامیاں ہوتی ہیں جس کی وجہ سے قانون میں ترمیم کی ضرورت ہمیشہ رہتی ہے۔

☆ یہ صرف مسلمان ہیں کہ قرآن کریم کی صورت میں ایسا قانون موجود ہے جو پاکیزہ اور اٹل ہے اور اس میں کسی تغیر و تبدل کی ضرورت پیش نہیں آتی یہ قیامت تک کے لیے یکساں طور پر کارآمد قانون ہے۔

☆ خدا کی نعمتوں کی ناقدری کر کے، خدا کی کتاب کی توہین کر کے اور بدعملی کا مظاہرہ کر کے خدا کے غضب کو دعوت دینا ہے۔

وَاعْبُدْ رَبَّکَ حَتّٰی یَأْتِیَکَ الْیَقِیْنُ (الحجر۔۹۹)

اپنے پروردگار کی اطاعت و عبادت میں مصروف رہو یہاں تک کہ تجھے موت آجائے۔

حضرت مولانا صوفی عبدالحمید سواتیؒ

درس (۱۳۷/۱۳)

الہدیٰ پرنٹرز محلہ جنگی پشاور
091-2580182
0300-5991873

Marfat.com